کَشفُ السَّتر

عن اوقات

العشاء والفجر

صبح صادق اور صبح کاذب کے بارے میں
ایک علمی اور تحقیقی جائزہ

تحقیق وتالیف: مولانا شوکت علی قاسمی (صوابی)

(0321-9890583)

E-mail:shaukatswabien@yahoo.com

انتساب

﴿ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم ﴾

آئینہ کتاب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	تمہید -------------------------	۸
۲	شریعت اور علم فلکیات -------------------	۱۱
۳	اوقات نماز اور فن -------------------------	۱۳
۴	صبح صادق -------------------------	۱۴
۵	صبح کاذب -------------------------	۱۵
۶	علماء دین کی ذمہ داری -------------------	۱۶
۷	سبب تالیف -------------------------	۱۹
۸	طرز تالیف -------------------------	۲۲
۹	گزارش -------------------------	۲۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر

﴿فصل نمبر ۱﴾

۱۰ احادیث مبارکہ ------------------------

۱۱ احادیث کا خلاصہ ------------------------ ۲۹

۱۲ صبح صادق کی نشانیاں------------------------ ۲۹

۱۳ صبح کاذب کی نشانیاں------------------------ ۳۱

۱۴ ﴿فصل نمبر۲﴾

۱۵ صبح صادق کی نشانیوں کی تفصیلی بحث------------------ ۳۳

۱۶ صبح صادق کی پہلی علامت ------------------------ ۳۴

۱۷ کیا(18درجے)فلکی فلق میں یہ علامت پائی جاتی ہے؟ ------ ۳۷

۱۸ جدید حوالہ جات ------------------------ ۳۸

۱۹ جدید حوالہ جات کا خلاصہ ------------------------ ۴۰

۲۰ صبح صادق کی دوسری علامت ------------------------ ۴۳

۲۱ اذان بلالیؓ اور صبح کاذب ------------------------ ۵۱

۲۲ مشہور مدارس کے فتوے------------------------ ۵۷

۲۳ جامعہ عثمانیہ پشاور ------------------------ ۵۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۴	جامعہ فریدیہ اسلام آباد	۵۷
۲۵	جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی	۵۸
۲۶	جامعہ امداد العلوم پشاور صدر	۵۸
۲۷	خلاصہ کلام	۵۹
۲۸	کیا فلکی فلق میں یہ دوسری علامت پائی جاتی ہے ؟	۶۰
۲۹	تیسری علامت،''جلد پھیلنے والی''	۶۵
۳۰	کیا فلکی فلق میں انتشار سریع کی علامت پائی جاتی ہے؟	۶۶
۳۱	چوتھی علامت تعمیم	۶۹
۳۲	دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی	۶۹
۳۳	فتوی جامعہ فریدیہ اسلام آباد	۷۰
۳۴	فتوی امداد العلوم پشاور صدر	۷۱
۳۵	فتوی جامعہ عثمانیہ پشاور	۷۱
۳۶	کیا بروجی روشنی (Zodical Light) میں یہ علامت پائی جاتی ہے ؟	۷۲
۳۷	صبح صادق کی صحیح تشریح، حضرت سید صاحب کی زبانی	۷۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۸	خلاصہ بحث	۷۶

﴿فصل نمبر۳﴾

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۹	ماہرین فلکیات کے اقوال	۷۷
۴۰	۱۸ درجے والوں کا ماخذ	۷۹
۴۱	ابوریحان البیرونیؒ اور ۱۸ درجے پر صبح صادق؟	۸۱
۴۲	البیرونیؒ کی عبارت کی وضاحت	۸۳
۴۳	ایک اور مثال	۸۵
۴۴	اعتراض	۸۶
۵۴	جواب	۸۸
۴۶	متقدمین مسلم ماہرین فن کی تصریحات	۸۹
۴۷	انصاف پر مبنی فیصلہ	۹۴
۴۸	شبہ	۹۵
۴۹	ازالہ شبہ	۹۵
۵۰	علامہ شامیؒ اور صبح صادق؟	۹۸
۵۱	کیا اوقات کا مسئلہ فنی ہے؟	۱۰۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار

۵۲ علامہ شامیؒ کی ذمہ داری ------------------------ ۱۰۵
۵۳ علامہ شامیؒ کی روایت اور صبح صادق ---------------- ۱۰۶
۵۴ حاصل کیا ہوا؟ ---------------------- ۱۰۷
۵۵ پہلی بات ------------------------ ۱۰۷
۵۶ دوسری بات ------------------------ ۱۰۷
۵۷ تیسری بات ------------------------ ۱۰۷
۵۸ فن کی ضرورت کس وقت کتنی ہوتی ہے؟ --------------- ۱۰۹
۵۹ کیا واقعی یہ روایت فن کے خلاف ہے؟ --------------- ۱۱۳
۶۰ خلاصۃ البحث ------------------------ ۱۱۵

☆☆☆☆☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحیم ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ کِتَابِہٖ الْمَجِیْدِ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً،وَقَدَّرَھَا بِالْمُشَاھِدَۃِ مَنًّا وَّ تَیْسِیْراً کَمَا قَالَ تَعَالیٰ لِلصَّائِمِیْنَ : کُلُوْاوَاشْرِبُوا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ط وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنْ قَالَ نَحْنُ اُمَّۃٌ اُمِّیَّۃٌ لاَ نَکْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ فَاَشَارَ اِلٰی اَنَّہٗ لَااِعْتِبَارَ لِاَقْوَالِ الْمُؤَقِّتِیْنَ وَاِنْ کَانُوْا عَدُوْلاً رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ أَمَّا بَعْدُ!

تمہید:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوری کائنات کا خالق، مالک، مدبر اور رازق ہے۔اللہ کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسا نظام تخلیق فرمایا ہے جس پر غور کر کے حضرت انسان کی عقل دہنگ رہ جاتی ہے ،کہ کیسا عجیب وغریب کائنات ،کتنی حکمت بالغہ کیساتھ،حیوۃ انسانی کیلئے کیسا مناسب انتظام فرمایا ہے۔نظام میں تبدیلی ایک لائی حکمتیں اورانسانوں کی ضروریات بے شمار،اسی ایک تبدیلی کیساتھ،وجود میں آ گئی ۔مثلاً زمین کا گول ہونا،اسکی محوری گردش ،اسکی مداروی گردش،اسکے محور **(axis)** کا ٹھیڑا ہونا ،وغیرہ وغیرہ ۔زمین کی یہ ایسی خصوصیات ہیں جن کی بدولت اس پر انسان کی زندگی کا ممکن اورخوشگوار ہونا موقوف ہے۔مثلاً دن رات کا آنا،دن رات

کا کم وبیش ہونا یعنی دن لمبا رات چھوٹی اور رات لمبی تو دن چھوٹا، موسموں کی تبدیلی ،سورج کی گرمی اور روشنی کا مختلف موسموں کے حساب سے کم وزیادہ ہونا، سمندروں میں پانی کا گرم وسرد ہونا، پھراس کی وجہ سے مختلف علاقوں میں مختلف سمندروں میں مختلف قسم کے جانوروں کا پایا جانا۔ زمین کے بعض خطے مثلاً منطقہ حارہ میں زیادہ گرمی پھراس سے شمالاً جنوباً گرمی کا کم ہونا، پھران گرمی وسردی کے تغیر کثیر کی وجہ سے آپس کے ہواؤں کا منتقل ہوکر سطح زمین کونہایت گرمی کی وجہ سے جلنے سے بچنا اورنہایت سردی کی وجہ سے انجماد سے بچنا ،اسی طرح خط استواء سے شمالاً جنوباً خطوں میں دن رات کا کم وبیش یہاں تک کہ قطبین پر چھ چھ مہینے کا دن اور رات، حتیٰ انسان کی وہ تمام ضروریات کامکمل طور پر پورا ہونا انہی خصوصیات کی وجہ سے ممکن ہوگئی ہیں۔ اوران میں ایک زمین کی محوری گردش ہے،اوران سب سے زیادہ اہمیت کا حامل یہ بات ہے کہ پورے کرہ ارض پر ہر وقت خالق کائنات کی کبرائی اور خدائی کی صداؤں کا بلند ہونا اسی محوری گردش کے مرہون منت ہے، جب یہاں شام ہوکرآپکی مسجد کے مینار سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتی ہے،تو آپ سے مغرب کی جانب ہرایک منٹ بعد ہر علاقے میں اللہ کی بڑائی کی صدا آسمان کی فضاؤں میں گونجتی رہے گی یہاں تک کہ دوبارہ آپکی مسجد کے مینار سے اسی وقت اللہ کی بڑائی گونج اٹھے۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ پورے کرہ زمین پر

قیامت تک چلتا رہے گا۔ پھر یہ ایک وقت کی بات تھی دن میں صلوٰۃ خمسہ کی بنیاد پر اسی طرح پانچ سلسلے یکے بعد دیگرے اللہ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے قیامت تک چلتے رہیں گے۔اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰ یٰاتٍ لِّاُ ولِی الْبَابِ ط

نماز دین اسلام کا نہایت اہم رکن ہے جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیمات پر دن رات میں پانچ وقت فرض فرمایا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے نماز کو وقت پر اداء کرنے کی بھی ہدایات بیان فرمائی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ فرض نماز اپنا مقام تب برقرار رکھتی ہے جب اس کو مقررہ وقت پر ادا کی جائے.لٰہذا صلوٰۃ خمسہ کیلئے اوقات کی پہچان اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ خود فرض نماز۔اگر کوئی بھی فرض نماز وقت سے پہلے اداء کی گئی تو نماز کا دوبارہ پڑھنا لازم ہو جاتا ہے۔

اس سلسلے میں دیگر نمازوں کے علاوہ صبح صادق اور عشاء کے وقت کا مسئلہ ہے، جو کہ دونوں اوقات رات کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے مشکل معلوم ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ صبح صادق کے وقت کو صحیح طریقے سے پہچاننے کیلئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لا یغرنکم اذان بلال ولا ھٰذا البیاض لعمود الصبح حتیٰ یستطیر ھٰکذا رواہ مسلم** (آپکو بلالؓ کی اذان اور یہ آسمان کی طرف اونچائی میں جاتی ہوئی روشنی دھوکہ میں نہ ڈالے یہاں تک کہ یہ پھیل

جائے) یعنی صحیح وقت کی تلاش سو فیصد کریں یہاں تک کہ جس روشنی سے صبح صادق کا دھوکہ ہوسکتا ہے اس سے پہلے ہی سے متنبہ ہو کر بچنا ضروری ہے تا کہ اصل صبح صادق کا صحیح ادراک ہو سکے۔

شریعت اور علم فلکیات:

فجر وعشاء کے اوقات میں اخفاء وابہام شرعی اعتبار سے تو کوئی نہیں ہے۔البتہ مشاہدے میں مغالطے کے کچھ اسباب سامنے آ کر آج کل فجر کا وقت ایک معرکۃ الآراء مسئلہ بنا ہوا ہے۔اس کے اسباب تو کئی ہیں مگر سبب الاسباب جس نے ہر عام وخاص کو اپنی تسخیر میں لیا ہوا ہے جس پر عوام تو کیا خواص کا بھی ایسا عقیدہ بنا ہوا ہے کہ اب اس کا علاج نہایت مشکل نظر آ رہا ہے جس نے عصری تعلیم یافتہ لوگوں کو تو کیا ہمارے اچھے خاصے علمی لوگوں کو اپنے دام میں پھنسائے ہوئے ہیں وہ کیا چیز ہے جس نے امت مسلمہ میں اتنا نقصان کر ڈالا ہے۔۔جناب وہ ہے سائنس اور علم فلکیات ۔۔۔جس کو ہم نے اتنی اہمیت دے دی کہ اس کے مقابلے میں ہم آیات و احادیث میں تاویلیں کرنے لگے ۔اس پر اتنا اعتقاد بن گیا ہے کہ وہاں سے جو بھی ایسی بات ہمارے پاس پہنچ جائے ہم گلے سے لگا دیتے ہیں چاہے اس بات کا موجد کوئی یہودی ،عیسائی یا دہریہ کافر کیوں نہ ہو۔انہوں اپنے

انسائیکلو پیڈیا میں جو بھی لکھ مارا وہ ہمارے لئے (نعوذباللہ من ذالک) قرآن کے متوازی کتاب بن گیا ہے۔ انہوں نے لکھا فلاں صبح کاذب ہے ہم نے کہا بالکل سچ کہا، انہوں نے فرمایا فلاں صبح صادق ہے ہم نے کہا بالکل جی کیوں نہیں! ہم اکابر کی روایات اوراحادیث میں تھوڑی سی تاویل کردیں گے، یہ کونسا مشکل کام ہے۔۔۔۔۔۔مگر آپ کی بات کورد کرنے کیلئے ہم کسی صورت میں تیار نہیں۔

قارئین حضرات ہم۔۔۔سائنس اور علم فلکیات۔۔۔۔۔کے نہ منکر ہیں اور نہ اس کی اہمیت ہمارے نظروں سے پوشیدہ ہے۔جس علم سے اللہ کی قدرتوں کا اوراس کی بڑھائی دن بدن کھلتی جارہی ہواس کی اہمیت سے کون انکار کرسکتا ہے۔۔۔؟ مگر ہم کہتے ہیں اس علم کوشریعت کا متبوع نہیں تابع بنادو۔۔۔۔

یہ تابع ومتبوع۔۔۔کا ثمرہ اس وقت سامنے آتا ہے جب دوشخصیات یا دو مکاتب فکر وغیرہ ایک ایسے مسئلے میں اختلاف کرنے لگ جائیں جو کسی درجے میں فن ہیئت یا سائنس کیساتھ متعلق ہو۔اب جوشخص ایسے آدمی کے قول کوترجیح دے دے جوفن میں ماہر ہو بے شک وہ غیر مسلم کیوں نہ ہو۔اس شخص نے سائنس کو شریعت کا متبوع بنا کرپیش کردیا۔اور اگر کوئی شخص اس آدمی کے قول کوترجیح دیدے جو ماہرفن بھی یا ماہرفن تو نہ ہومگرعلم شریعت کے حوالے سے ان کا شمار.... جبال العلوم ....میں کیا جاتا ہو۔تواس شخص نےفن کوشریعت کا تابع بنادیا۔

اب یہاں مسئلہ صبح کاذب وصبح صادق کا ہے۔صبح صادق کب طلوع ہوتی ہے اورصبح کاذب کس کو کہا جائیگا۔۔؟ سوال یہ ہے کہ یہ مسئلہ شرعی ہے یا فنی اس کے جواب سے پہلے میں ایک سوال کرتا ہوں کہ زمانہ نبوت یا بعد کے دور صحابہؓ وغیرہ جب فن ہیئت نہیں دریافت کیا گیا تھا اس وقت مسلمان سحری یا اذان فجر کیلئے کونسے سائنسدانوں کا تعاون حاصل کررہے تھے۔۔؟ جواب ظاہر ہے کہ اس وقت فن ہیئت ان بزرگوں کے قریب بھی نہیں آیا مگر ہمارا ایمان ہے کہ ان ہستیوں نے صبح صادق یا کاذب کو ایسے پہچانا تھا جس طرح قرآن نے بیان فرمایا ہے۔۔۔۔اس سے وہ پہلا سوال بھی حل ہوگیا کہ یہ مسئلہ شرعی ہے نہ کہ فنی۔۔۔۔جب مسئلہ فنی نہیں ہے تو پھر علماء میں سے علامہ شامیؒ جیسے جبال علم کے قول میں توجیہ کرکے یا اس سے معذرت کرکے ایک ماہر فن (بے شک وہ کافر کیوں نہ ہو یا مسلمان ہو مگر علم دین کیساتھ اس کا دور کا بھی واسطہ نہ ہو) کے قول کو ترجیح دینا، دین کو فن کا تابع بنانا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔۔۔؟ مزید تفصیل تھوڑی سی اپنے مقام پر آئیگی، ان شاءاللہ تعالیٰ

اوقات نماز اور فن:

شریعت میں، جیسا کہ ابھی آپ ملاحظہ فرما چکے کہ، اوقات کا سارا دارومدار صرف اور صرف مشاہدے پر ہے۔جب تک مشاہدہ کسی بھی ماہر فن کی تحقیق کی

تصدیق نہیں کرتا تو وہ تحقیق شرعاً قطعاً معتبر نہیں ہوگی۔ ہاں فن ایک اور خدمت کرسکتا ہے، جس سے انکار تعصب کے علاوہ جہالت بھی ہے۔۔۔۔ وہ یہ کہ جب مشاہدہ کرکے شریعت کی روشنی میں ایک وقت متعین کیا جائے تو آگے اسی وقت کے بالکل عین مطابق آئندہ کیلئے پورے سال بلکہ دائمی اوقات کی تخریج۔۔۔۔ یہ کارنامہ فن ہی کی مرہون منت ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے فن کا یہ کارنامہ نہ صرف جائز بلکہ نہایت قابل تعریف ہے اور ماہرین فن آج کی امت مسلمہ کے محسنین ہیں۔ فنی اعتبار سے صبح صادق اور صبح کاذب کی تشریح مندرجہ ذیل ہے۔

صبح صادق :

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ صبح صادق اس وقت طلوع ہوتی ہے جبکہ سورج افق سے **18** درجے (طول بلد) نیچے ہو۔ اس وقت جو روشنی مشرقی افق پر ظاہر ہوتی ہے، فنی اصطلاح میں اس کا نام ''**Astronomical Twilight**'' ہے جسے اردو میں ''فلکی فلق'' یا ''فلکی شفق'' کہا جاتا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ صبح صادق اس وقت طلوع ہوتی ہے جبکہ آفتاب افق شرقی سے **15** درجے (طول بلد) نیچے ہو۔ ضلع صوابی (طول بلد شرقی **72:28 E** عرض بلد **34:07**

N) آج 13 نومبر 2007 کو 18 درجے کے مطابق صبح صادق کا وقت 5 بجکر 15 منٹ (05:15 AM)، جبکہ 15 درجے کے مطابق 5 بجکر 30 منٹ (05:30 AM) ہے۔

نیا طالب علم یوں سمجھے کہ جہاں آپ کھڑے ہیں تو مشرقی افق کی طرف دیکھتے ہوئے جوں جوں آپ نیچے کی طرف طول بلد درجات کی گنتی کریں گے، یعنی 1، 2، 3 ..... 15، 16، 17، 18 تک تو اس اعتبار سے 15 آپ کو قریب جبکہ 18 مزید 3 درجے نیچے یعنی دور ہوگا۔ لہٰذا جب سورج نیچے سے مشرقی کنارے کی طرف اوپر آتے ہوئے 18 درجے تک سفر کرتا ہے کرتا ہے تو فریق اول کے نزدیک صبح صادق طلوع ہوجاتی ہے، جبکہ فریق ثانی کہتا ہے کہ اب سورج کو مزید 3 درجے اوپر طے کرنا ہے، لہٰذا مزید 3 درجے طے کرکے جب 15 درجے پر آفتاب پہنچتا ہے تو تب صبح صادق کی روشنی افق شرقی پر نمودار ہوتی ہے۔ یہی وہ فرق ہے جس کی بنیاد پر فریق ثانی صبح صادق کے 15، 16 منٹ تاخیر کے قائل ہیں۔

صبح کاذب:

جو حضرات صبح صادق کو 18 درجے زیر افق پر مانتے ہیں ان کے نزدیک صبح

کاذب اس روشنی کو کہا جاتا ہے جو رات کو صبح صادق سے بہت دیر (بلکہ گھنٹوں) پہلے مشرقی افق پر بالکل لمبائی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔اور پورے سال نہیں بلکہ دو مہینوں (اگست تا اکتوبر) میں نظر آتی ہے۔فنی اصطلاح میں اس کا نام ''Zodical light'' (اردو میں ''بروجی روشنی'') ہے۔لہٰذا ان حضرات کے نزدیک صبح صادق اور صبح کاذب کے درمیان کافی خاصہ (بلکہ گھنٹوں کا) وقفہ بن جاتا ہے۔

اور جو حضرات صبح صادق کو 15 درجے زیر افق تسلیم کرتے ہیں، ان کی تحقیق یہ ہے کہ 18 درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی ''Astronomical twilight'' (فلکی فلق) ہی صبح کاذب ہے۔لہٰذا ان حضرات کے نزدیک صبح صادق اور صبح کاذب کے درمیان صرف 3 درجے کا فرق ہے۔

علماء دین کی ذمہ داری:

پچھلے صفحات میں یہ حقیقت خوب واضح ہوگئی کہ اوقات نماز کے حوالے سے حقیقی اور فیصلہ کن امر شریعت ہی ہے اور فن کا تعلق صرف اتنا ہے کہ ہم اس کی مدد سے کوئی عارضی یا دائمی مگر مستقبل کیلئے ایک نقشہ اوقات مرتب کریں اور بس۔لہٰذا جب کسی

نقشہ اوقات کے بارے میں علماء کرام کی خدمت میں تصحیح یا تغلیط یا اس کو پرکھنے کیلئے عرض کیا جاتا ہے، تو اس کا مطلب دو باتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) اوّل یہ کہ اس نقشے کے پورے سال کے اوقات کس فارمولے کے تحت تخریج کئے گئے ہیں؟ یا اس نقشے میں پورے سال کے اوقات ایک ہی فامولے کے مطابق بالکل درست اور اصول فلکیات کے عین مطابق ہیں یا نہیں؟ یا یہ نقشہ کونسے درجات کے مطابق بنایا گیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس کا تعلق خالص فن فلکیات کیساتھ ہے جب تک کسی بھی شخص کے پاس اس فن میں مہارت حاصل نہ ہو وہ اس عذر کرنے میں سو فیصد (100%) حق بجانب ہے، کہ بھائی میں فن کو نہیں جانتا لہٰذا نقشہ اوقات نماز کو (اس اعتبار سے) پرکھنا میری فہم سے باہر ہے۔ جاؤ بھئی یہ کسی ماہر فن، ماہر حسابیات وغیرہ کا کام ہے۔۔۔۔ بلکہ میں (راقم) تو کہتا ہوں کہ اس حوالے سے کسی بھی نقشہ اوقات کو جانچنے کی اتنی زیادہ ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ ریاضی کے حساب کتاب کے اصول سب کے سب مسلم ہیں اگر کہیں پر ایسی غلطی مل بھی جائے تو خود اس نقشہ کے بنانے والا بھی اس کی تصحیح میں عار محسوس نہیں کرتا۔۔۔۔ لہٰذا اس حوالے سے کسی بھی عالم کا یہ عذر قابل قبول ہے کہ ''چونکہ میں اس فن کو سمجھتا لہٰذا میں فلاں نقشے کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا''

(۲) دوسری بات یہ کہ یہ حقیقت معلوم کیا جائے کہ کسی نقشے میں جو اوقات جن

نمازوں کیلئے تحریر کئے گئے ہیں، واقعی اسی وقت پر فلاں نماز کا وقت داخل ہوجاتا ہے یا نہیں ۔۔۔۔۔؟ اس دوسرے امر کا تعلق خالص شریعت کیساتھ ہے کہ وقت نماز کا تعین شریعت کا وظیفہ ہے ایک عالم باحکام الشریعت ہی کسی بھی وقت کے بارے میں درست فیصلہ کرسکتا ہے۔ عالم دین ہی نے شرعی اصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اعلان کرنا ہے کہ جناب فلاں کے تیار کردہ ٹائم ٹیبل میں درج شدہ وقت کے مطابق فلاں نماز کا وقت داخل ہوجاتا ہے یا درج شدہ وقت غلط ہے کیونکہ اس وقت فلان نماز (مثلاً فجر) کا وقت داخل نہیں ہوتا۔ نہایت معذرت کیساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اس مرحلے پر آکر بھی ہمارے علماء یہ عذر فرما کر شریعت کا ایک نہایت ہی اہم امر محض سائنسدانوں کے آسرے پر چھوڑ جاتے ہیں کہ بھئی میں فنِ فلکیات کو کما حقہ نہیں سمجھتا۔۔۔۔

خلاصہ کلام یہ کہ نقشہ اوقات کے پرکھنے کیلئے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ علماء دین کے پاس بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے اس میں فن فلکیات کی ایک فیصد (01%) بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری ناقص فہم کے مطابق جس عالم سے بھی کسی بھی نقشہ اوقات نماز کے پرکھنے کی درخواست کی جائے ،تو شرعاً ان کی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ مشاہدہ کرکے مطلوبہ وقت کو معلوم کرے۔ نقشہ اگر مشاہدے کے موافق پایا گیا تو درست ورنہ غلط ہوگا۔ یہاں اگر کوئی عالم دین کسی بھی نقشے کی جانچ

پڑتال کرنے کی بجائے یہ عذر ظاہر فرمائیں کہ میں فن کو نہیں جانتا تو اس کا یہ عذر شرعاً قطعاً قابل قبول نہیں ہوگا، بلکہ اپنے اس طرز عمل پر اگر مصر رہا تو امت مرحومہ کی نمازوں کی ذمہ داری اس کے کندھوں پر باقی رہ جائیگی۔

سبب تالیف:

دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں سالہا سالوں سے اوقات نماز کے نقشے استعمال ہورہے ہیں جن کو عوام تو کیا خواص نے بھی آج تک پرکھنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ہم نے فقہ کے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے احسن الفتاویٰ کا مطالعہ کیا جس میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد لودھیانویؒ نے دیگر تحقیقات کے علاوہ صبح صادق پر بھی الحمدللہ کافی وشافی بحث فرمائی ہے۔مگر اس میں حضرت مفتی صاحبؒ نے یہ حقیقت بالکل واضح فرمائی ہے کہ ہماری مساجد میں جو عام طور پر اوقات نماز کے نقشے استعمال ہورہے ہیں صبح صادق اور عشاء (شفق ابیض) کے حوالے سے بالکل غلط ہیں۔صحیح وقت صبح صادق کا نقشے میں دئے گئے وقت سے تقریباً 15 منٹ تا 20 منٹ تک تاخیر سے، جبکہ عشاء کا وقت تقریباً 15 منٹ تا 20 منٹ پہلے داخل ہوجاتا ہے۔بہت تعجب ہوا کہ اتنا اہم مسئلہ اور ہمارے اہل علم

حضرات کا اس طرف بالکل عدم توجہ، اس کا کیا مطلب ۔۔؟ مفتی صاحبؒ کی تحقیق کو پڑھتے ہی اس پر فوراً عمل کرنے کی بجائے ہم نے اس مسئلے پر مزید تحقیق کو ضروری سمجھا۔ اس مقصد کیلئے ہم نے پرانے نقشے کے اثبات میں لکھی گئی تحقیقی کتب کا نہایت گہرائی اور بیدار مغزی کیساتھ مطالعہ کیا۔ ان میں سے ایک اس موضوع پر لکھی گئی مفصل کتاب ''صبح صادق وصبح کاذب'' ہے جسے جغرافیہ کے سابق پروفیسر جناب عبداللطیف صاحب نے تحریر فرمائی ہے۔ دوسری کتاب جس میں کچھ بحث اس موضوع کے متعلق تحریر ہے، ''فہم الفلکیات'' ہے جو جناب سید شبیر احمد صاحب کاکاخیل کی تالیف ہے ۔اس کے علاوہ اس موضوع پر ایک اور تفصیلی کتاب ''برطانیہ اور اعلیٰ عروض البلاد میں صبح صادق اور صبح کاذب کی تحقیق'' بھی مطالعے سے گزری، جس کے مؤلف مولانا یعقوب قاسمی صاحب حال مقیم برطانیہ، ہیں۔

تحقیق کے طور پر ان کتب کے مطالعہ سے جو بنیادی اصول سامنے آئے ان کو اوقات صلوٰۃ کے شرعی اصول وقواعد کے سامنے پیش کر دئے۔ ساتھ ساتھ ملک کے جید علماء کرام اور مفتیان صاحبان کی خدمت میں بھی بطور استفتاء بھیج دئے۔ اس کے علاوہ علاقے کے فضلاء اور حفاظ کرام پر مشتمل جماعت کی موجودگی میں صبح صادق اور شفق ابیض کے بیسوں مشاہدات کر دئے۔ اس تمام تحقیقی کارروائی سے

ہم اس حقیقت پر پہنچے کہ واقعی پرانے نقشے (جن کی بنیاد سورج کا 18 درجے زیر افق ہونا ہے) غلط اور حضرت مفتی رشید احمد صاحبؒ کی تحقیق (جس کی بنیاد سورج کا 15 درجے زیر افق ہونا ہے) بالکل درست ہے۔لہٰذا ہم نے 15 درجے کی بنیاد پر نقشے مرتب کرنا شروع کردئے۔بات چلتے چلتے ملک میں پھیلنا شروع ہوگئی یہاں تک کہ سابق انجنیئر جناب بشیر احمد بگوی صاحب اسلام آباد والے، جو تقریباً عرصہ 42 سال سے اس فن میں مختلف موضوعات پر کام کرنے کیساتھ ساتھ اوقات نماز کے نقشے 18 درجے کے قاعدے پر مرتب کرتے ہتے تھے ، نے 18 درجے والی تحقیق سے رجوع فرما کر 15 درجے کے مطابق نقشوں کی اشاعت شروع کردی۔

مذکورہ بالا تمام تحقیقی روئیداد انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایک مستقل کتاب کی صورت میں مسلمانوں کی راہنمائی کیلئے شایع کریں گے۔مگر فی الحال اس مختصر مقالے کی تحریر کرنے کا باعث یہ بن گیا کہ اب حال میں ایک مقالہ بنام ’’صبح صادق اور صبح کاذب کے بارے میں ایک علمی اور تحقیقی جائزہ‘‘ پروفیسر جناب سید شبیر احمد کا کا خیل صاحب نے موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھ کر تحریر فرمایا۔جن میں انہوں نے دیگر دلائل کے علاوہ ایک تو علامہ شامیؒ کی موقف کو قبول کرنے سے معذرت فرمائی دوسرا یہ کہ مسلمان سائنسدان البیرونیؒ کی تحقیق کو 18 درجے کے موافق پیش کردیا

، ہماری ناقص فہم کے مطابق یہ دونوں دعوے حقیقت سے بہت دور ہیں ۔لہٰذا ہم نے علمی اصولوں کی روشنی میں جناب سید صاحب کی تحریر کا جواب ضروری سمجھا۔ جو ایک مختصر مقالے کی صورت میں ابھی آپکے ہاتوں میں ہے۔الحمدللہ دیگر تفصیلات کے علاوہ اکابر کی موقف کو اس مقالے میں نہایت حسین انداز میں واضح کر دیا گیا ہے، کہ ان بزرگوں کی تحقیق 15 درجے کے مطابق ہے نہ کہ 18 درجے کے۔

طرز تالیف:

زیر نظر مقالے میں ہم چونکہ جناب سید صاحب کا مقالہ بالاستیعاب یا جزئی طور پر طوالت کے خوف سے نقل نہیں کر سکتے ،قارئین مطالعہ کیلئے حضرت سے رابطہ کر کے منگوا سکتے ہیں ،لہٰذا ہمارا کلام جناب سید صاحب کی تحریر کے ہر صفحے ،ہر عبارت اور ہر عنوان کے جواب کے بجائے بظاہر اپنے موضوع پر یک طرفہ بحث پر مشتمل نظر آرہا ہوگا البتہ جہاں ضروری تھا وہاں انکی عبارت نقل کر کے مسئلے کی وضاحت عرض کر دی گئی ہے۔ اور اگر کسی صاحب ذوق کے نظروں سے سید صاحب کا مقالہ گزرا ہو تو وہ مقالہ مذکورہ کے مضامین کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس مقالے کا مطالعہ پر مائیں۔

اس کے علاوہ زیر نظر مقالہ کے مقصودی ابحاث کو تین فصلوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔

فصل نمبرا:۔

اس فصل میں ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ کیا جائے گا جن میں صبح صادق اور صبح کاذب کی علامات پر روشنی پڑتی ہے۔اس کیساتھ اجمالی طور پر ان علامات کا بھی ذکر کیا جائے گا جو صبح صادق اور صبح کاذب کیلئے ان احادیث سے مستفاد ہوتی ہیں۔

فصل نمبر۲:۔

یہ فصل انہی صبح کاذب اور صبح صادق کی مذکورہ بالا نشانیوں کی تفصیلی بحث پر مشتمل ہے۔اس میں اسلوب یہ اختیار کیا گیا ہے کہ فجرین کی علامات کو مدنظر رکھ کر یہ دیکھنا ہوگا کہ 18 درجے پر صبح صادق کے قائلین جس روشنی (یعنی بروجی روشنی) کو صبح کاذب کہتے ہیں اس پر صبح کاذب کی اور جس روشنی (یعنی فلکی شفق) کو صبح صادق کہتے ہیں اس پر صبح صادق کی نشانیاں صادق آتی ہیں یا نہیں۔۔۔؟ اگر نشانیاں موافق ہوئیں تو 18 درجے پر صبح صادق تسلیم کی جائے گی۔اور اگر روایات میں مذکور نشانیاں اس روشنی (یعنی فلکی فلق) پر صادق نہ آئیں تو اس کو صبح صادق نہیں کہا جائے گا۔

فصل نمبر۳:۔

یہ فصل دراصل اس بحث کا جواب سمجھ لیجئے جس میں قائلین 18 درجے والے

حضرات نے ماہرین فن فلکیات کے حوالے یا انکے وہ اقوال پیش کئے ہیں جن میں انہوں نے 18 درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی (فلکی فلق) کو صبح صادق قرار دیا ہے۔اس کیساتھ ساتھ ان اعتراضات کو حل کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے جو یہ حضرات قائلین 15 پر (تردید کے طور پر) کرتے ہیں علاوہ ازیں اس بحث میں ان مسلمان ماہرین فن کی تصریحات بھی عرض کی گئی ہیں جو ماہرین علم ہیئت (فن فلکیات) کیساتھ ساتھ اچھے خاصے وقت کے جید علماء ہوا کرتے تھے۔

زیر نظر مقالے کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے قارئین ان شاء اللہ تعالیٰ نہایت آسانی کیساتھ فیصلہ کرسکیں گے کہ صبح صادق کا صحیح وقت اور فن کی اصطلاح میں صحیح درجات کتنے ہیں۔۔۔؟ آخر میں اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ شخصیات سے قطع نظر کرتے ہوئے جب کسی بھی مشکل سے مشکل مسئلے کا مطالعہ کیا جائے تو اللہ کے فضل سے اس کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔لہٰذا ناچیز کا عرض کردہ مقالہ ناچیز کو مد نظر رکھ کر نہیں بلکہ حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے مطالعہ کرنا چاہئے۔ان شاء اللہ الرحمٰن ''صبح صادق اور صبح کاذب'' کا مسئلہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔

گزارش:

لہٰذا علماء کرام کی خدمت میں یہ فقیر عرض پرداز ہے کہ یہ سطور پڑھتے ہی یہ عزم

فرمالیں کہ ہمارے ہاں جو پرانے نقشے (جوسورج کے 18 درجے زیرافق کی بنیاد پر بنائے گئے) سالہا سالوں سے استعمال ہورہے ہیں انکے اور یہ فقیر جو(15 درجے زیرافق کی تحقیق) پیش کررہا ہےاس کے درمیان صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ محض سنی سنائی بات کے پیچھے چلتے ہوئے نہ کرے بلکہ شرعی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے مشاہدہ کو بنیاد بنا کر فیصلہ کن رائے قائم کرنا چاہئے۔۔۔۔ایک گزارش یہ کردوں کہ صبح صادق کا مشاہدہ واقعی تھوڑا مشکل کام ہے کیونکہ اس کیلئے مناسب مقام کیساتھ ساتھ صاف موسم کا ہونا بھی ضروری ہے، چونکہ یہ اختلاف، جیسا کہ صبح صادق میں ہے،بعینہ اسی طرح عشاء کے وقت میں بھی ہے۔۔۔۔۔ لہٰذا اگر عشاء(غیوب شفق ابیض) کے مشاہدے کا اہتمام کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ حقیقت حال اورزیادہ آسانی کیساتھ واضح ہوجائے گی اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔پس مشاہدہ جس تحقیق کے موافق یا قریب قریب پایا گیا وہ تحقیق درست قراردی جائے گی۔علاوہ ازیں اگر اپنے اس کاروائی کے نتائج سے اس فقیر کو بھی مطلع فرمایا تو یہ اس ناچیز پر بھی احسان ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

فصل نمبرا

﴿احادیث مبارکہ﴾

(ا) عَن عَبدِ اللّٰہ بنِ مسعو دٍؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ لا یَمنَعَنَّ احَدَکُم اذَانُ بلالٍ مِنْ سُحُورَۃٍ فاِنّہ یُؤَذِّنُ اوْ قَال ینادِی لیَرْجِعَ قائِمُکم وَیَنتبہ نَائمُکم ولَیسَ الفجرُ ان یَقولَ ھکذا وجَمعَ یحیٰ کفَّہ حتّٰی یقول ھکذا ومدَّ یحیٰ باصُبعَیْہِ السّبابَتَینِ ....(رواہ ابوداؤد فی کتاب الصوم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال کی اذان سننے سے سحری کھانا مت چھوڑے، کیونکہ بلال اذان یا ندا اس لئے دیتے ہیں تاکہ تہجد پڑھنے والے گھر چلے جائیں اور سوئے ہوئے جاگ اٹھے۔ اور یحیٰ نے مٹھی بند کر کے فرمایا اسی طرح فجر نہیں ہوتی، بلکہ انگلیاں دائیں بائیں کھول کر فرمایا (فجر صادق) اسی طرح ہوتی ہے۔

(۲) عن عبد الله بن سوادة القشیری عن ابیه قال سمعتُ سمُرةَ بنَ جندُبٍ یَخطُبُ و ھو یقُولُ قاَل رسُو لُ اللّٰهِ لایَمنَعَنّ من سحُورِکم اذَانُ بلالٍ ولاَ بیاضُ الاُفقِ الذّی ھٰکذا حتّٰے یَستَطیرَ .... (رواہ ابوداوٗد فی کتاب الصوم)

ترجمہ: عبداللہ بن سوادۃ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے سمرہ بن جندبؓ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلال کی اذان یا افق پر سیدھی روشنی آپ کو سحری کھانے سے نہ روکے، یہاں تک وہ روشنی افق پر عرضاً پھیل جائے۔

(۳) عن ذیدِ بنِ ثابتٍ قاَل تَسحَّرنا مَع النَّبیّ ﷺ ثمّ قاَم الیٰ الصلوٰۃِ قُلتُ کَمْ کاَنَ بَیْنَ الاذَانِ والسُّحوُرِ قال قدرَخمسِینَ آیة . ... (رواہ مسلم، بخاری، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد)

ترجمہ: زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سحری کھائی، اس کے بعد آپ نماز کیلئے کھڑے ہوگئے ۔(راوی کہتا ہے) میں نے کہا اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ تھا (زید نے کہا) پچاس آیات پڑھنے کے برابر۔

(۴)عن سمرةؓ قال قال رسو لُ اللہ ﷺ لا یَغُرّنّکُمْ اذَانُ بلالٍ ولا هٰذاَ البَیَاضُ لِعمُودِ الصُّبحِ حتیّٰ یَسْتَطِیرَ هٰکذا ....(رواہ مسلم)

ترجمہ: آپکو بلالؓ کی اذان اور یہ آسمان کی طرف اونچائی میں جاتی ہوئی روشنی دھوکہ میں نہ ڈالے یہاں تک کہ یہ پھیل جائے۔

(۵)وعن سمرةؓ قال قال رَسوُ لُ اللہ ﷺ لا یغرّنکم اذانُ بلالٍ ولا هٰذا البیاضُ حتیٰ یَنفَجِرَ الفَجرُ هٰکذا وهٰکذا معتَرِضاًقال ابودؤد وبسط یدَیهِ یَمِیناً وشمَالاًمَاداً یَدیْهِ .... (رواہ نسائی)

ترجمہ: آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالے بلالؓ کی اذان اور نہ یہ سفید روشنی یہاں تک کہ یہ چھوڑائی میں فجر ہوکر پھیل جائے۔

(۶)عن عائشةؓ اَنّ بلالاً کاَن یُؤذِّنُ بلَیلٍ فقَال رَسُولُ ﷺ کُلُوا واشْرَبُوا حتَیّٰ یُؤذِّنَ ابنُ امِّ مَکتوُمٍ فِانَّه لا یُؤذِّنُ حتیّٰ یطلُعَ الْفَجُرُ قاَل القَاسمُ و لَمْ یَکُن بَّینَ اَذَانِهِما اِلاّ اَنْ یَرْقیٰ ذاَ وَ یَنْزِلُ ذَا.........

....(رواہ بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بلالؓ رات میں اذان دیتے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھاؤ پیو جب تک ابن ام مکتومؓ اذان نہ دے کیونکہ وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے جب

تک فجر طلوع نہ ہو جائے۔اور قاسم نے کہا ان دونوں اذانوں کے درمیان بس اتنا ہی فرق ہوتا تھا کہ ایک چڑھے اور دوسرا اترے۔

احادیث کا خلاصہ: احادیث شریفہ کی روشنی میں صبح کاذب اور صبح صادق کی جو نشانیاں ملتی ہیں خلاصہ ان کا مندرجہ ذیل ہے:

﴿صبح صادق کی نشانیاں﴾

روایات کے مطابق صبح صادق میں مندرجہ ذیل نشانیاں ہونا ضروری ہے۔

(i) مستطیر:

اس کی روشنی مستطیر (افق پر شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی) ہوگی۔ کما دل علیه "یستطیر" (یعنی یستطیر کے الفاظ اس پر دال ہیں)

(ii) بالکل واضح اور صاف:

صبح صادق کی روشنی ایسی ہوگی کہ ظاہر ہو کر کسی قسم کا ابہام یا شک و تشویش نہیں چھوڑے گا بلکہ اس کی روشنی خوب واضح ہوگی "ودلَّ عَلَیْه قوله حتیٰ ینفجر" (یعنی ینفجر اس پر دال ہے)

(iii) اتصال :

صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے صبح کاذب طلوع ہوگی جس کی روشنی صبح صادق سے کچھ دیر پہلے تک قائم رہے گی ۔ یعنی صبح کاذب جونہی غائب ہوجائے معمولی وقفے کے بعد صبح صادق طلوع ہوجائیگی بالفاظ دیگر کہا جا سکتا ہے کہ صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے شرقی افق روشن ہوگا۔ **کما دل علیه لفظ الغاية"حتیٰ" ومغیاه یستطیر** (یعنی روایت میں صبح کاذب کے بعد یستطیر کیساتھ حتی اس حقیقت پر دال ہے کہ صبح کاذب کی روشنی کے بعد ہی صبح صادق طلوع ہوگی) یہ نہیں ہوگا کہ صبح کاذب تورات کے ابتدائی یا درمیانی حصے میں طلوع ہوکر غائب ہوجائے اور صبح صادق اس کے گھنٹوں بعد طلوع ہو ۔ یہ صورت حدیث کے مفہوم کیساتھ مطابقت نہیں رکھتی ۔

(iv) انتشار سریع :

ظاہر ہونے کے بعد اپنی جگہ پر پندرہ بیس منٹ تک رکی نہیں رہے گی ۔ بلکہ ظاہر ہوتے ہی افق پر اس کا پھیلنا شروع ہوجائیگا۔ **وایضاً دل علیه یستطیر** (یعنی یستطیر کا مطلب ہی یہ ہے کہ جلدی پھیل جائے

یہی وجہ کہ فقہاء کرام نے بالاتفاق یہ علامت ذکر کی ہے۔اپنے مقام پر ان کے حوالے آئیں گے۔ان شاءاللہ

قارئین آپ نے احادیث کی روشنی میں صبح کاذب اور صبح صادق کی نشانیاں ملاحظہ فرمائی۔اب اگلی فصل میں ان نشانیوں کو تفصیل کیساتھ ذکر کر کے ان روشنیوں پر منطبق کرنے کی کوشش کی جائیگی جن روشنیوں کو 18 درجے والے قائلین صبح صادق اور صبح کاذب کہتے ہیں۔

﴿صبح کاذب کی نشانیاں﴾

روایات کے مطابق صبح کاذب میں مندرجہ ذیل نشانیاں ہونا ضروری ہے۔

(i) مستطیل :

اس کی روشنی ظاہر ہوکر افق پر شمالاً جنوباً پھیلنے کی بجائے اوپر آسمان میں اونچائی کی طرف بڑھے گی۔**کما دل علیه" ولا هٰذا البیاض لعمود الصبح"** (یعنی حدیث کے الفاظ لعمود الصبح اس پر دال ہیں)

(ii) تعمیم :

معتدل خطے جہاں دن کے پانچ اوقات با قاعدہ پائے جاتے ہوں صبح

صادق طلوع ہوگی تو صبح کاذب بھی ہوگی، **کما دل علیہ تعمیم الاحادیث المذکورۃ وغیرھا وایضاً استدل المفتیون فی فتاواھم ستذکر انشاء اللہ تعالیٰ**،(یعنی احادیث کی عمومیت اس حقیقت پر دال ہے اور مفتیان کرام نے بھی انہی احادیث کو سامنے رکھ کر اس بات پر فتوی دیا ہے، جن کو اپنے مقام پر ان شاء اللہ ذکر کئے جائیں گے لہٰذا) یہ نہیں ہوگا کہ صبح کاذب سال کے ۱۲ مہینوں میں صرف ۲ مہینے طلوع ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

فصل نمبر۲

﴿صبح صادق کی نشانیوں کی تفصیلی بحث﴾

اس موضوع پر تفصیلی اور تنقیدی مطالعہ سے پہلے یاددہانی کے طور پر مختصراً دوبارہ عرض کیا جارہا ہے کہ قائلین 18 درجے والوں کے نزدیک صبح صادق و صبح کاذب کیا ہیں؟

صبح صادق:

تو جاننا چاہیئے کہ جب سورج افق شرقی سے 18 درجے نیچے ہوتو اس وقت جو روشنی افق شرقی پر نمودار ہوتی ہے، اس کو ''فلکی فلق'' یا انگریزی میں ''اسٹرونومیکل ٹویلائٹ'' (Astronamical twilight) کہا جاتا ہے۔

صبح کاذب:

اس کے علاوہ رات کے وقت ایک دوسری روشنی افق شرقی پر ظاہر ہوجاتی ہے جس کو ''بروجی روشنی'' یا انگریزی میں ''ذوڈیکل لائٹ'' (Zodical light) کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ روشنی فلکی فلق سے پہلے نمودار ہوکر غائب ہوجاتی

ہے،لہٰذااس کوان حضرات نے صبح کاذب قرار دے دیا۔

اس بحث میں دیکھنا یہ ہوگا کہ صبح صادق اور صبح کاذب کیلئے جوعلامات مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں ثابت ہوگئیں آیا یہ علامات ان روشنیوں پر صادق آتی ہیں ،جن کو قائلین 18 درجے والے فن فلکیات کی رو سے صبح صادق اور صبح کاذب کہتے ہیں،یا نہیں ۔۔۔؟ قارئین نہایت توجہ کیساتھ پڑھتے ہوئے نشانیوں کی تطبیق اور عدم تطبیق پر اچھی طرح غور فرمائیں۔

صبح صادق کی پہلی علامت:

صبح صادق کی روشنی بالکل واضح اور بالکل نمایاں ہوگی: ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر** .... (البقرۃ آیت۱۸۷)

ترجمہ: اور کھاؤ پیو جب تک صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید جدا دھاری سیاہ سے۔

(۱)''حتی یتبین'' کی تفسیر میں مفتی محمد شفیعؒ معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''اس آیت میں رات کی تاریکی کو سیاہ خط اور صبح کی روشنی کو سفید خط کی مثال سے روزہ شروع ہونے اور کھانا پینا حرام ہوجانے کا صحیح وقت متعین فرمادیا اوراس میں افراط وتفریط کے احتمالات کوختم کرنے کیلئے ''حتی یتبین''

کا لفظ بڑھا دیا، جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ نہ تو وہمی مزاج لوگوں کی طرح صبح صادق سے پہلے ہی کھانے پینے کو حرام سمجھو اور نہ ایسی بے فکری اختیار کرو کہ صبح کی روشنی کا یقین ہو جانے کے باوجود کھاتے پیتے رہو، بلکہ کھانے پینے کو حرام سمجھنا درست نہیں اور تیقن کے بعد کھانے پینے میں مشغول رہنا بھی حرام اور روزے کیلئے مفسد ہے۔ اگر چہ ایک منٹ کے لئے ہو، سحری کھانے میں وسعت اور گنجائش صرف اسی وقت تک ہے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو جائے۔.............................. (معارف القرآن ج۱،ص۳۹۸)

(۲) تفسیر بغوی میں فجر کی تقسیم کرتے ہوئے صبح کاذب کے بعد صبح صادق کی تفصیل بیان کرتے ہیں :

ثم یغیب فیطلع بعده الفجر الصادق مستطیراً ینتشر سریعاًفی الافق ، فبطلوعه یدخل النهار ...الخ

.... (تفسیر بغوی سورۃ بقرآیت ۱۸۷)

ترجمہ : (صبح کاذب) غائب ہو جاتی ہے تو اس کے بعد افق پر چوڑائی میں (شمالاً جنوباً) پھیلی ہوئی فجر صادق طلوع ہوتی ہے اور سرعت سے افق پر پھیلتی ہے۔

عبارت مذکورہ میں ''یَنتَشِرُ سَرِیْعاً'' سے فجر صادق کی روشنی کا واضح اور نمایاں ہونا بالکل صاف ظاہر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس صبح کو 'صادق' کہا جاتا ہے

(۳) مولانا یعقوب قاسمی صاحب اپنی ایک کتاب ''برطانیہ...میں صبح صادق وشفق کی تحقیق'' صفحہ۱۹۵'' ابوبکر جصاصؒ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''والتبین انما هو حصول العلم الحقیقی ومعلوم ان ذالک انما امروا به فی حال یمکنهم فیها الوصول الی العلم الحقیقی بطلوعه. ترجمہ میں لکھتے ہیں:

''اورتبین کا معنی یہ ہے کہ صبح صادق کے ظہور کا صحیح علم ہوجائے۔ چونکہ آیات کریمہ میں علم حقیقی حاصل ہونے تک کھانے کی اجازت فرمائی گئی ہے لھذا اس سے معلوم ہوا کہ صبح صادق کی روشنی بالکل واضح اور علم یقین کے ساتھ نظر آنا چاہیئے۔

(۴) اسی طرح احادیث کے عمومی مفہوم سے یہ حقیقت واضح ہورہی ہے۔ کہ صبح صادق طلوع ہوکر کسی کو اس کے ثبوت اور ظہور میں کسی قسم کا شبہ اور دھوکہ نہیں ہونا چاہیئے۔غالباً یہی وجہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ **لا یغرنکم بیاض مستطیل** ۔کہ صبح کاذب سے انسان کو دھوکہ ہوسکتا ہے مگر جب صبح صادق طلوع ہوگی تو کوئی خفاء باقی نہیں رہے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ بالا تمام حوالجات سے معلوم ہوا کہ صبح صادق اتنی واضح اور نمایاں روشنی کو کہا جاتا ہے جس میں کسی قسم کا ابہام اور دھوکہ یا غیر یقینی جیسی صورت حال نہ پائے جاتے ہوں۔ بلکہ صبح صادق اس روشنی کا نام ہے جو ایسی

انداز میں ظاہر ہوگی کہ اپنے دیکھنے والوں کو بتانے میں ''صادق'' ہوگی کہ میں وہ ''فجر'' ہوں جسکے بعد مسلمانوں، تم لوگوں کیلئے سحری کا کھانا بند اور فجر کی نماز جائز ہوجاتی ہے۔

کیا (18 درجے) فلکی فلق میں یہ علامت پائی جاتی ہے؟

آیئے دیکھ لیتے ہیں کہ فلکی فلق میں یہ نشانی موجود ہے یا نہیں۔۔۔؟

جیسا کہ اوپر ہم ذکر کرآئے کہ ''فلکی فلق'' وہ روشنی ہے جس کو یہ حضرات صبح صادق کہتے ہیں، لہٰذا یہاں ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اسی روشنی میں وہ نشانی پائی جاتی ہے جو اوپر صبح صادق کیلئے ثابت ہوگئی یا نہیں؟ اس مقصد کے حصول کیلئے ہم عصر حاضر کے جدید ٹیکنالوجی ''انٹرنیٹ'' سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سائینسدانوں کی رائے نقل کرینگے، جن کے اقوال اس فن (جدید فلکیات) میں حجت کی حیثیت رکھتے ہیں۔اور کچھ حوالے ایسے بھی نقل کریں گے جو خود ان حضرات (یعنی قائلین 18 درجے) نے اپنی تصنیفات میں تحریر فرمائی ہیں۔لہٰذا اگر ''فلکی فلق'' واقعی صبح صادق ہے تو اس کے اندر وہ نشانی ضرور ہونی چاہیئے جو اوپر صبح صادق کیلئے ثابت ہوگئی۔

یہاں ایک شبہ کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ نہ کہا جائے کہ ابتداء مقالہ میں تمہیداً اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ اس باب میں محض کسی ماہر فن پھر خصوصاً غیر مسلم کی بات قطعاً قابل قبول نہیں ہوگی اور یہاں آ کر سب سے پہلے ان کے اقوال پیش کرنے کی جرأت کی جارہی ہے۔جواب یہ ہے کہ ایک بات یہ ہے کہ کونسی روشنی صبح صادق اور کونسی صبح کاذب ہے یہ فن کا فیصلہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے، پچھلے صفحات میں ہماری تردید اس حوالے سے ہے۔رہی یہ بات کہ فلاں روشنی کا رنگ کیسا ہے، یہ کس وقت نمودار ہوتی ہے اس وقت سورج کہاں ہوتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ یہ ساری باتیں تو شرعی ہے ہی نہیں یہ تو تجربے اور فن فلکیات کی تفصیلات ہیں۔ان حقائق کو اگر ماہرین فن سے معلوم کر کے پھر شرعی نشانیوں کے ساتھ موازنہ (compare) کی جائے تو یہ تو عین شرعی معاملہ ہو گیا کیونکہ حکم تو شرعی اصولوں پر پیش کرنے کے بعد انہی کے مطابق لگے گا۔لہٰذا فنی بات صاحب فن سے دریافت کرنا جرم نہیں ہے۔۔۔لیکن خیال یہ رکھنا ضروری ہے کہ بات کا فنی اور شرعی پہلوؤں کو سمجھا جائے۔۔۔ان نشانیوں کو تو ہم نے صاحب فن ہی سے (یا جنہوں نے خود دیکھا ہے ان سے) پوچھنا ہے۔آیئے دیکھتے ہیں کہ فلکی فلق میں صبح صادق کی پہلی نشانی، جو اوپر مفصل ذکر کی گئی، پائی جاتی ہے یا نہیں۔۔۔؟

جدید حوالہ جات :جن کے ویب سائیڈ پتے عبارت کے بالکل آخر میں تحریر ہے۔

(1) For a considerable interval after the beginning of morning twilight and before the endevening twilight ,**sky illumination is so faint that is practically imperceptible** ....(From: Http:// blg .oce.orst.edu/misc/USNO_SunriseSetDef.html)

(2) sky illumination from the sun **is so faint that it is practicallty imperceptible.** .... (From::Http://www.wwu.edu/depts/skywise/twilight.html)

(3)For a considerable interval after begining of morning twilight and bfore the end of evening twilight,**sky illumination is so faint that it is practically imperceptible** ....(Read the FAQs,Definition,Accuracy and Privacy statements)

(4) after the begining of morning twilight and before the end of evening twilight **sky illumination is so faint that is faint that it is practically impe rce-ptible.......(**http :// www.nightwise.org/twilight htm)

جدید حوالہ جات کا خلاصہ:

انگریزی کے ان سب حوالوں کا خلاصہ یہ ہے کہ سورج کے 18 درجے زیرافق پرظاہر ہونے والی روشنی نہایت مدہم (اوراتنی غیر واضح ہوتی ہے) کہ اس کا دیکھنا بھی کبھی کبھی ناممکن ہوجاتا ہے۔۔۔اب فرمایئے کہ اس قسم کی روشنی جو اپنی غیرواضح اور مدہم ہونے کی وجہ سے اس کا دیکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے تو اس کے باوجود اس روشنی پر صبح صادق کی تعریف کیسے صادق آسکتی ہے۔۔۔؟ کہاں ایک روشنی (یعنی صبح صادق) کا نہایت واضح اور غیر مشکوک ہونا اور کہاں ایک روشنی (یعنی فلکی فلق) کا اتنا مدہم اور غیر نمایاں ہونا کہ دیکھتے ہوئے نظر آنا بعض اوقات ناممکن ہو جا تا ہے۔دونوں کو ایک کیسے قرار دیا جائے۔۔۔؟ معلوم ہوا کہ 18 درجے زیرافق کے وقت پرظاہر ہونے والی روشنی'' فلکی فلق '' پرصبح صادق کی تعریف صادق نہیں آتی۔

(6) یہی وجہ ہے کہ مولانا یعقوب قاسمی صاحب اپنی ایک کتاب ''برطانیہ اور اعلیٰ عروض البلاد '' میں صفحہ ۴۳ پر لکھتے ہیں:

''اس وقت یہ روشنی اتنی مدہم ہوتی ہے کہ وہ ستاروں کی روشنی اور دوسری کسی بھی عارضی روشنی سے مغلوب ہوجاتی ہے یہ روشنی بہت ہی ہلکی اور غیر نمایاں ہوتی ہے''......................................
.................(''برطانیہ...میں صبح صادق وشفق کی تحقیق'' صفحہ ۴۳)

علاوہ ازیں حضرت مفتی صاحبؒ نے جوتحریر فرمایا ہے''سحری کھانے میں وسعت اور گنجائش صرف اسی وقت تک ہے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہوجائے'' اس سے غیر یقینی صورت حال اور غیر واضح روشنی صبح صادق کی تعریف سے خارج ہوگئے۔اسی طرح جناب سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

'' جس وقت صبح صادق کا پہلا لمحہ ظہور میں آتا ہے ------۔اس قوس کے اندر روشنی بہت کم ہوتی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا ہے حتیٰ کہ یہ روشنی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اس کے کناروں سے روشنی پھیلنے لگتی ہے۔یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب سورج افق سے پندرہ (۱۵) درجے نیچے پہنچ چکا ہوتا ہے''.............(فہم الفلکیات ص ۱۲۳)

قارئین حضرات جناب کاکاخیل صاحب کی عبارت کو خوب غور سے ملاحظہ فرمائیں۔کیا کاکاخیل صاحب کی عبارت (اس قوس کے اندر روشنی بہت کم

ہوتی ہے) پر حضرت مفتی صاحبؒ کی عبارت میں خط کشیدہ الفاظ ''جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو جائے'' صادق آتی ہے۔۔؟۔۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔قرآن کی آیت'' حتیٰ یَتَبَیَّنَ ''اور حضرت مفتی صاحب کی تفسیر '' جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو جائے '' تو تقاضا یہ کر رہے ہیں کہ روشنی کے پہلے لمحے کی بجائے اس لمحے کو صبح صادق قرار دیا جائے جس کے بارے میں خود سید صاحب نے فرمایا ہے:

'' حتیٰ کہ یہ روشنی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اس کے کناروں سے روشنی پھیلنے لگتی ہے۔یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب سورج افق سے پندرہ (۱۵) درجے نیچے پہنچ چکا ہوتا ہے '' ....(فہم الفلکیات ص۱۲۳)

علاوہ ازیں احادیث صبح کاذب کے بعد صبح صادق کی روشنی کے بارے میں آتا ہے:'' حتیٰ یستطیر ھکذا '' تو کیا جناب کاکا خیل صاحب کی ۱۵ درجے کی مذکورہ بالا عبارت حدیث کا بالکل صحیح مصداق نہیں ہے۔۔۔؟ خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ 18 درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی (فلکی فلق) پر صبح صادق کی علامت (خوب واضح اور نمایاں ہونا) صادق نہیں آتی ،لہٰذا فلکی فلق کو صبح صادق قرار دینا درست نہیں ہے۔

صبح صادق کی دوسری علامت:

روایات کی بنیاد پر دوسری علامت یہ ہے کہ فجرین (یعنی صبح صادق وکاذب) آپس میں متصل ہونگے ۔طلوع ہونے کے بعد صبح کاذب کی روشنی صبح صادق کے طلوع ہونے تک نظر آتی رہے گی، البتہ یہ ضروری ہے کہ صبح صادق کے طلوع ہونے سے قبل معمولی وقفے کیلئے صبح کاذب غائب ہوجاتی ہے۔

(۱) جملہ احادیث مبارکہ جو صبح کاذب وصادق کے باب میں منقول ہیں جن میں سے چند ہم نے ابتدائی صفحات میں نقل بھی کی ہیں، ان سب کے عمومی مفہوم سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ صبح کاذب وصبح صادق دونوں رات کے آخری حصے میں ظاہر ہونگے ۔ اور آپس میں متصل ہونگے ۔ کیونکہ جب یہ دونوں فجر کی قسمیں ہیں علاوہ ازیں پہلی قسم سے دھوکہ میں پڑنے سے تنبیہ بھی فرمائی گئی تو اس مفہوم کو ثابت کرنے کیلئے لازم ہے کہ اول صبح کاذب پھر تھوڑے وقفے کے بعد صبح صادق طلوع ہو۔ اب جو حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ ان کے درمیان فرق اتنا ہو کہ ابھی آدھی رات باقی ہو یا یہ کہ صبح کاذب سال کے صرف دو مہینوں ظاہر ہو، تو اس صورت میں نہ حدیث **لا یغرنکم البیاض المستطیل الخ** صادق آسکتی ہے اور نہ پھر اس قسم کی روشنیوں کے مجموعے کو فجر قرار دیکر آگے اس کی دو قسمیں

بنائی جا سکتی ہیں ۔ پورے زخیرہ احادیث یا نصوص فقہاء میں ایک روایت بھی (ضعیف ہی سہی) ایسی نہیں ملتی جس میں صرف صبح صادق یا کاذب کا تذکرہ کیا گیا ہو بلکہ جدھر بھی فجر کی بات منقول ہے لکھا ہوا ہوتا ہے ''الفجر فجران ''تو کیا صبح کاذب کو پورے سال کے صرف دو مہینے میں اور وہ بھی رات کے ابتدائی یا درمیانی حصے میں طلوع ہونا، صبح کاذب اور صادق کے مذکورہ بالا مجموعی مفہوم پر پورا اترتا ہے؟ تفسیر بغوی سورۃ بقرآیت ۱۸۷ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

(۱) واعلم ان الفجر فجران کاذب وصادق،فالکاذب یطلع اولاً مشتطیلاً کذنب السرحان یصعد الی السماء فبطلوعه لایخرج اللیل ولایحرم الطعام والشراب علی الصائم،ثم یغیب فیطلع بعده الفجر الصادق مستطیراً ینتشر سریعاًفی الافق ،فبطلوعه یدخل النهار ...الخ .... (تفسیر بغوی سورۃ بقرآیت ۱۸۷)

ترجمہ: فجر دو قسم ہے، کاذب اور صادق، پس کاذب وہ ہے کہ فجر اول مستطیل (بھیڑئے کی دم کی طرح) آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔تو اس کے طلوع سے نہ رات ختم ہوتی ہے اور نہ اس کی وجہ سے روزہ دار کیلئے ابھی کھنا پینا بند ہوجاتا ہے۔پھر یہ فجر غائب ہوجاتی ہے،تو اس کے بعد فجر صادق طلوع ہوجاتی ہے جو کہ فوراً افق پر پھیل کر مستطیر شکل اختیار کر

لیتی ہے۔پس اس کے بعد دن شروع ہوجاتا ہے۔۔۔۔۔

مذکورہ بالاعبارت ’’ **ثم یغیب فیطلع بعده الفجر الصادق** ‘‘ سے بداہۃً یہ ثابت ہوتا ہے کہ صبح صادق جب بھی طلوع ہوگی تو اس سے پہلے صبح کاذب ضرور طلوع ہوگی۔’’کاذب کا پہلے اور اس کے بعد صادق کے‘‘ طلوع ہونے کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ یہ آپس میں متصل ہونگے ؟

(۲) تفسیر خازن میں منقول ہے:

(الصبح الکاذب) هو اول الصبح یکون رقیقاً صغیراً ثم ینتشر .....ان الفجر الکاذب یبدوفی الافق فیرتفع مستطیلاً ثم یضمحل ویذهب ثم یبدو الفجر الصادق بعده منتشراً فی الافق مستطیراً ‘‘............... (تفسیر خازن، جلد اول ص ۱۳۸، مطبوعہ مصر، بحوالہ صبح صادق وصبح کاذب ص ۸۷)

ترجمہ: (صبح کاذب کی روشنی کی وہ مقدار جو) ابتداء صبح میں ظاہر ہوتی ہے وہ باریک چھوٹی ہوتی ہے، پھر پھیلتی ہے۔۔۔۔۔فجر کاذب افق میں طولانی شکل میں اوپر جاتی ہے، پھر ہٹ جاتی ہے، اس کے بعد صبح صادق پھیلی ہوئی افق پر نمودار ہوتی ہے۔

(۳) مولانا یعقوب قاسمی شرح مھذب کے حوالے میں تحریر فرماتے ہیں:

’’ثم یغیب ذالک ساعة ثم یطلع الفجر الثانی الصادق الخ

ترجمہ : (ظاہر ہونے کہ بعد صبح کاذب) تھوڑی دیر کیلئے غائب ہو جاتی ہے۔ پھر فجر ثانی صادق طلوع ہو جاتی ہے۔................... (برطانیہ اور اعلیٰ عروض البلاد میں صبح صادق اور صبح کاذب کی تحقیق صفحہ نمبر ۱۷)

(۴) علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

" ان التفاوت بین الشفقین بثلاث درجه کما بین فجرین...
(رد المختار جلد ۱ صفحه ۳۶۱) ترجمہ: یعنی دونوں شفق (البیض والاحمر) اور فجرین (فجر کاذب وفجر صادق) کے درمیان صرف ۳ تین درجے کا فرق ہوتا ہے۔

ان تمام حوالوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان کوئی خاص فاصل نہیں ہے۔ یہ تین درجے کا فرق جو بتلایا ہے یہ فجرین کے طلوعین کے بارے میں ہے یعنی صبح کاذب طلوع ہوگی تو اس کے تین درجے بعد صبح صادق طلوع ہوگی لھذا یہ تین درجے کا دورانیہ صبح کاذب کے ظہور پر مشتمل ہوگا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جب صبح کاذب طلوع ہو کر غائب ہو جاتی ہے تو اس کے بعد تین درجے اندھیرا ہوگا پھر صبح صادق طلوع ہوگی۔ کیونکہ عبارت میں اصل تذکرہ شفقین کے درمیان درجات بتلانا مقصود ہے۔ اور اسی کو صبح صادق اور صبح کاذب کے مشابہ قرار دیدیا۔ اب ظاہر ہے کہ شفق ابیض اور احمر کے درمیان (یعنی شفق

ابیض سے پہلے) تین درجے اندھیرے کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ ورنہ مشاھدہ ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔ لھٰذا علامہ شامی کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح کاذب کا انتہا اور صبح صادق کا ابتداء ساتھ ساتھ ہونگے۔ صبح کاذب طلوع ہونے کے تین درجے بعد صبح صادق طلوع ہوگی جیسا کہ شفق احمر کے غروب کے تین درجے بعد شفق غائب ہو جاتی ہے۔

(۵) علامہ حافظ ابن کثیرؒ نے عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت نقل کرنے کے بعد حضرت عطاءؒ کا قول نقل فرماتے ہیں:

’’ وقال عطاء فاما اذا سطع سطوعاً فی السماء، وسطوعه ان یذهب فی السماء طولاً، فانه لایحرم به شراب الصائم ولا صلاة ولا یفوت به الحج، ولکن اذا انتشر علی رؤوس الجبال ، حرم الشراب وفات الحج، وهٰذا اسناد صحیح الی ابن عباس وعطاء و کذا روی عن غیر واحد من السلف رحمهم الله .... (ابن کثیر جلد نمبر ۱، آیت نمبر 187)

ترجمہ: اور حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ جو (فجر) آسمان کی طرف چڑھ جائے، اور اوپر چڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ آسمان میں اوپر لمبائی کی صورت میں ظاہر ہو، تو اس سے صائم کیلئے سحری کھانا بند نہیں ہوتا اور نہ صلوٰۃ وحج اس سے فوت ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب (یہ فجر) پہاڑوں کی

چوٹیوں پر ظاہر ہو کر دائیں بائیں پھیل جائے سحری بند اور حج کے ایام ختم ہو جائیں گے ۔۔۔آگے فرماتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اکثر اسلافؒ سے یہی بات منقول ہے۔

عبارت مذکورہ میں خط کشیدہ الفاظ ''**ولکن اذا انتشر الخ**'' کے طرز بیان بالکل صاف بتا رہا ہے کہ صبح کاذب کے فوراً بعد صبح صادق طلوع ہو گی۔

(۶) شرح چغمینی میں تحریر فرماتے ہیں:

فالبیاض المستطیل المستدق الظاهر فوق الارض اولا یسمی بالصبح الکاذب کان لون الافق بعده مظلماً ....(شرح چغمینی ص۱۲۲ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

ترجمہ : پس بیاض مستطیل جو اول افق کے اوپر ظاہر ہوا سے صبح کاذب کہا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد افق کے اوپر اندھیرہ چھا جاتا ہے۔

اس کے حاشئے پر حضرت مولانا محمد حلیمؒ تحریر فرماتے ہیں :

لا لانه استظلم فی الواقع بل لانه یری مظلما بعده عن البصر ۱۲ب .... (حاشیہ نمبر ۷)

ترجمہ : افق پر اندھیرے چھا جانے سے مراد یہ نہیں ہے کہ حقیقت میں (رات والا) اندھیرہ پھیل جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت نظر سے دوری کی وجہ سے اندھیرا نظر آ جاتا ہے۔

(۷) کتاب التصریح میں'' **فصل خامس فی الصبح و الشفق** '' میں صبح کاذب کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

'' **فیری الضوء مرتفعا عن الافق مستطیلاً ویری ما بینه و بین الافق مظلماًلبعده عن البصر وان کان مستطیراً فی الواقع ....وھوالصبح الکاذب......... ... .**

.... (التصریح ص ۶۸،مکتبہ اسلامیہ،کوئٹہ)

ترجمہ: پس افق سے لمبائی کی صورت میں روشنی نظر آجاتی ہے اور افق اوراس کے درمیان اندھیرا نظر آجاتا ہے اگر چہ حقیقت میں افق روشن ہو۔۔۔اوراس قسم کی روشنی کو صبح کاذب کہا جاتا ہے۔

اس کے حاشئے پر تحریر ہے

:سمی بذالک لانه یعقبه ظلمة یکذبه فانه اذا طلع الصبح الثانی انعدم ضوء الصبح الاول وجه الاندفاع انه لایعقبه ظلمة بل یخفی عن البصر لضعفه وغلبة الضوء الشدید الطاری علیه.......(حاشیہ نمبر ۱ التصریح ص ۶۸،مکتبہ اسلامیہ،کوئٹہ)

ترجمہ: اس کو صبح کاذب اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد اندھیرا آجاتا ہے جو اس صبح کی تکذیب کر دیتا ہے۔پس جب صبح ثانی (یعنی صادق) طلوع ہوتی ہے تو پہلی صبح (کاذب) کی روشنی ختم ہو جاتی ہے اور (حقیقت میں) اس روشنی کے بعد (رات کی) تاریکی آتی نہیں بلکہ (اصل میں

کاذب کی روشنی کے) غائب ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ(روشنی) اپنی کمزوری اور صبح صادق کی زیادہ روشنی کی آنے کی وجہ سے نظروں سے اوجھل ہوجاتی ہے۔

(۸) مجدد الطریقت، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ کی تحریر آخر میں ملاحظہ فرمائیں:

"شب کے اخیر میں تاریکی کے بعد ایک نور ہوتا ہے جس کو صبح کاذب کہتے ہیں ناواقف خوش ہوجاتا ہے کہ تاریکی گئی ۔ پھر دفعۃً وہ نور زائل ہوجاتا ہے اور تاریکی چھاجاتی ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں پھر دوسرا نور آتا ہے جس کو صبح صادق کہا جاتا ہے.. ..

.............(بصائر حکیم الامت ص ۴۵۱، بحوالہ اشرف السوانح حصہ دوم)

(۹) محدث ملا علی قاریؒ : یہ ایک ایسا حوالہ الحمد للہ ہاتھ آ گیا ہے، جس کو خود پروفیسر جناب عبد للطیف صاحب نے اپنی تصنیف میں تحریر فرمایا ہے۔ غالباً جناب نے محض صبح صادق کے حوالے نقل کرنے تھے اسلئے اس میں مذکور علامت کی طرف توجہ ہی نہیں فرمائی کہ خود جناب ہی کے نظریے کے خلاف جا رہا ہے:

قال ابن الملک وھو الفجر الکاذب یطلع اولاً مستطیلاً الی السماء ثم یغیب و بعد غیبوبتہ بزمان یسیر یظھر الفجر الصادق " ....(مرقات شرح مشکوٰۃ

ج ۲،ص ۱۷۵، مکتبہ امدادیہ، بحوالہ صبح صادق و صبح کاذب ص ۸۹)

ترجمہ : ابن مالکؒ نے فرمایا کہ یہ صبح کاذب ہے جو، جو لمبی آسمان کی طرف ہوتی ہے، پھر یہ غائب ہو جاتی ہے۔اس کے تھوڑی دیر کے بعد صبح صادق طلوع ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا حوالوں میں صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان وقفے کو ''ثـــم'' یا ''تھوڑی دیر'' کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے درمیان وقفہ گھنٹوں نہیں بلکہ منٹوں کے حساب سے ہوتا ہے۔

اذان بلالیؓ اور صبح کاذب :

ابتداء مقالہ میں چند احادیث کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صبح کاذب پہلے نمودار ہو جاتی تھی ، پھر جونہی غائب ہو جاتی تو اس کے فوراً بعد صبح صادق طلوع ہونا شروع ہو جاتی تھی ۔ بخاری کی حدیث میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں.......و لم یکن بین اذانھما الا ان یرقیٰ ذا و ینزل ذا... (یعنی ان دونوں اذانوں کے درمیان بس اتنا ہی فرق ہوتا تھا کہ ایک چڑھے اور دوسرا اترے۔

چونکہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ان دونوں اذانوں کے درمیان کوئی

وقفہ تھا ہی نہیں ،لہٰذا علامہ ابن حجرؒ اس کی توجیہ یہ بیان فرمائی ۔حضرت بلالؓ اذان کے بعد دعائیں وغیرہ مانگنے کیلئے اپنی جگہ کھڑے رہتے ،جب صبح صادق کا وقت قریب آجاتا تو اتر کر حضرت ابن ام مکتومؓ کو بتا دیتے ،تا کہ وہ تیاری کر کے صبح کی اذان کیلئے حاضر ہو جائے۔مطلب یہ ہوا کہ اذان بلالؓ اور اذان عبداللہ بن ام مکتومؓ کے درمیان بالکل اتصال نہیں تھا۔ بلکہ وہی تین درجے کے برابر فرق بنتا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ بلال کی اذان کس وقت ہوا کرتی تھی؟

قائلین ۱۵ والے حضرات کہتے ہیں کہ اذان بلالی صبح کاذب کے طلوع پر دی جاتی تھی ۔اور یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک وہی وقت ۱۸ درجے زیر افق کا بنتا ہے ۔ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اذان اس لئے دی جاتی تھی کہ تہجد پڑھنے والے متنبہ ہو کر صبح کی نماز کی تیاری کریں یا اگر کسی نے وتر کی نماز نہیں پڑھی وہ وتر پڑھیں اور اگر کسی نے سحری کرنی ہے تو وہ جلدی جلدی سحری کھائیں۔اور یہ ساری چیزیں قریب صبح صادق کے ہی ہوتے ہیں۔ اگر بلالؓ اس ڈیوٹی پر مامور تھے تو ان کے پاس اور کیا نشانی ہوسکتی تھی جس سے صبح صادق کے قریب ہونے کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا؟ کیونکہ بغیر کسی نشانی کے اذان رات کے ابتدائی یا درمیانی حصے میں بھی دینا ممکن تھا جس کا مذکورہ بالا امور میں سے کوئی فائدہ سامنے نہ آتا۔لہٰذا صبح کاذب

ہی واحد علامت ہے جس وقت اذان دیکر مذکورہ بالا مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

جبکہ قائلین ۱۸ والے حضرات فرماتے ہیں کہ سیدنا بلالؓ کی اذان سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صبح کاذب کا مشاہدہ کرکے اذان دیتے تھے۔ یہ حضرات دو وجوہات کی بنیاد پر یہ دعویٰ کرتے ہیں: ایک تو یہ کہ ان کے نزدیک ''بروجی روشنی'' صبح کاذب ہے۔ چونکہ بروجی روشنی رات میں صبح صادق سے بہت دیر پہلے طلوع ہوتی ہے لہٰذا بلالؓ کی اذان کو صبح کاذب کیساتھ تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ بروجی روشنی صبح کاذب نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ حضرات فرماتے ہیں'' بلالؓ اس لیئے اذان دیتے تھے تاکہ لوٹیں تم میں نماز پڑھنے والے اور اٹھیں تم میں سونے والے۔ اس سے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سونے سے جاگنے کے لئے اور سحری کھانے کے لیئے صبح کاذب کا دیکھنا ضروری تھا ؟ مگر اس کا جواب مذکورہ بالا دلیل سے ہوجاتا ہے کہ ان امور کیلئے صبح کاذب کا دیکھنا ضروری تو نہیں تھا، مگر رات کے آخری اور صبح صادق کے طلوع سے تھوڑی دیر پہلے کے وقت کی تعیین کیلئے ضروری تھا۔ بعض حضرات یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس تھوڑے وقفے میں خصوصاً سحری کیسے کھائی جاسکتی ہے؟ مگر اس کا جواب ہمیں احادیث ہی سے مل جاتا ہے کہ اس وقت ان بزرگوں کی سحری ایک تو یہ کہ نہایت سادہ تھی، دوسری بات یہ بالکل اخیر وقت میں ہوا کرتی تھی، اور ایسی سحری کیلئے مختصر وقت بھی کافی ہوسکتا ہے

۔بخاری اور مسلم کی حدیث ہے:

عن ذید بن ثابت قال تسحرنا مع النبی ﷺ ثم قام الیٰ الصلوٰۃ قلت کم کان بین الاذان والسحور قال قدرخمسین آیۃ .... (رواہ مسلم، بخاری، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد)

ترجمہ: زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہﷺ سحری کھائی ،اس کے بعد آپ نماز کیلئے کھڑے ہوگئے۔(راوی کہتا ہے) میں نے کہا اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ تھا (زید نے کہا) پچاس آیات پڑھنے کے برابر۔

پھر یہی واقعہ فتح الباری میں ابن حبان اور نسائی کے حوالے سے یوں نقل کیا گیا ہے:

عن انس قال قال لی رسو ل اللہ ﷺ یا انس انی ارید الصیام اطعمنی شیئاً ،فجئتہ بتمر و اناءٍ فیہ ماء ،وذالک بعد ما اذن بلال :قال : یا انس انظر رجلاً یاکل معی : فدعوت زید بن ثابت ،فجاء فتسحر معہ ثم قام فصلی رکعتین،ثم خرج الی الصلوٰۃ ....(فتح الباری)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہﷺ نے فرمایا میرا روزے کا ارادہ ہے لہٰذا سحری کے طور پر کچھ کھلا دو۔پس میں کچھ کھجور اور ایک برتن میں پانی لے آیا۔پھر فرمایا کہ کوئی شخص ڈھونڈو جو میرے ساتھ کھائے

میں نے زید بن ثابت کو بلایا۔زید نے آپ ﷺ کیساتھ سحری کھائی پھر کھڑے ہوکر دو رکعات نماز پڑھی، پھر نماز کیلئے باہر تشریف لے گئے۔

اس پورے واقعے سے یہ معلوم ہوتا کہ انکی سحری کیلئے دس منٹ بھی بالکل کافی تھے۔

جناب سید کاکاخیل صاحب تیسری وجہ یہ تحریر فرماتے ہیں:

’’ بلالؓ اذان صبح کاذب کو دیکھ کر دیتے تھے۔کافی تلاش کرنے کے بعد بھی احادیث شریفہ سے کوئی ایسا اشارہ نہیں معلوم ہوسکا کہ بلالؓ صبح کاذب دیکھ کر اذان دیا کرتے تھے۔۔۔۔۔ اس لئے اذان بلال اور فجر مستطیل کے وقوع کو ایک وقت پر ثابت کرنے کے لئے مستقل دلیل کی ضرورت ہے جو کہ یہاں نہیں ہے ‘‘

جواباً عرض ہے محترم جناب سید صاحب تو فرمارہے ہیں کہ ’’ کافی تلاش کرنے کے بعد بھی احادیث شریفہ سے کوئی ایسا اشارہ نہیں معلوم ہوسکا ‘‘ مگر الحمد للہ اشارہ صرف نہیں بلکہ پوری مستقل روایت ایسی مل گئی جس میں یہ حقیقت بالکل صاف الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔کہ جس وقت حضرت بلالؓ اذان دیا کرتے تھے تو صبح کاذب طلوع ہوئی ہوتی تھی۔اور یہ ارشاد کوئی دوسرے صحابیؓ نہیں بلکہ خود زبان رسالت اس کی گواہی دے رہی ہے۔تحفۃ الاحوزی بشرح جامع الترمذی میں ایک روایت ہے:

واما حديث ابی زر فاخرجه الطحاوی فی شرح الآثار بلفظ : قال رسول للـه ﷺ لبلالؓ انک تؤذن اذا کان الفجر ساطعاً وليس ذالک الصبح انما الصبح هکذا معترضاً کذا فی نصب الرايه .... (تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی ، للمبارکفوریؒ ،مجلد:۳،صفحه نمبر ۳۱۹ ، دارالکتب العلميه،بيروت ،لبنان،،شرح معانی الأثار باب التاء ذين للفجر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ کوفرمایا کہ تم جواذان دیتے ہواس وقت فجر کی روشنی اونچائی کی طرف ہوتی ہے، جوکہ صبح (صادق) نہیں ہے۔صبح صادق تووہ ہےجس کی روشنی دائیں بائیں پھیلی ہوئی ہو‘‘

خلاصہ کلام یہ کہ روایات پرغور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح کاذب صبح صادق سے کچھ تھوڑے ہی وقفہ پہلے طلوع ہوکر بالکل صبح صادق کے طلوع سے پہلے غائب ہوجاتی ہے پھراس کےفوراًبعدصبح صادق ظاہرہوجاتی ہے۔اورمؤخر الذکرحدیث میں توبالکل صراحت کیساتھ بیان فرمایا گیا کہ بلالؓ اس وقت اذان دیا کرتے تھے جب صبح کاذب طلوع ہوجاتی تھی۔

مشہور مدارس کے فتوے

صبح صادق اور صبح کاذب کے درمیان وقفے کے حوالے سے جب مدارس اسلامیہ کے مفتیان کرام سے استفتاء کیا گیا تو ان بزرگوں نے بھی وہی جواب ارسال فرمایا، جو پچھلے صفحات میں قارئین مطالعہ فرما چکے۔ذیل میں مدارس کے فتوے ملاحظہ ہو:

(۱) جامعہ عثمانیہ پشاور:

''جبکہ اس سے پہلے افق سے کافی بلندی پر نمودار ہونے والی مستطیل روشنی ظاہر ہوتی ہے جو صبح صادق تک باقی رہتی ہے اور یہ صبح کاذب۔فقہ اور فلکیات میں یہ وضاحت بھی ہے کہ صبح صادق سے صرف تین درجہ پہلے صبح کاذب نظر آتی ہے'' ....

.................................(مورخہ: ۲۵/۴/۲۰۰۶،

فتوی نمبر ۳۲۸/۲۹۷،۲۰/۱۹،۲۰/۲۰،۲۰/۲۰، سلسلہ وار:۱۹۷۲)

(۲) جامعہ فریدیہ اسلام آباد:

''صورت مسئولہ میں کتب حدیث، فقہ اور فلکیات میں وضاحت

کی گئی ہے کہ صبح صادق سے کچھ قبل صبح کاذب کی روشنی ظاہر ہوتی ہے جو صبح صادق تک باقی رہتی ہے“ ....

.....................(فتوی نمبر ۲۲/۱-۱۰۹، مورخہ: ۱۱/۳/۱۴۲۷ھ)

(۳) جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی:

نیز یہ فاصلہ ابتداء صبح کاذب اور ابتداء صبح صادق کے درمیان ہے، ورنہ انتہاء صبح کاذب اور ابتداء صبح صادق میں کوئی فاصلہ نہیں ہوتا، دونوں آپس میں متصل ہوتے ہیں۔صبح کاذب کی جو روشنی طول میں ہوتی ہے، جب وہ پھیلنا شروع ہو اور عرض طول سے زیادہ ہو جائے ،اوراس میں سرخی کی کچھ جھلک نظر آنے لگے تو یہی صبح صادق ہے۔ ....

.......................(فتوی نمبر ۱۳۱۵، مورخہ: ۳/۳/۱۴۲۷ھ)

(۴) جامعہ امداد العلوم پشاور صدر:

”خوب سمجھ لیں کہ اصطلاح شریعت میں ابتداء صبح میں افق سے کافی بلندی پر نمودار ہونے والی مستطیل روشنی کو صبح کاذب کہا جاتا

ہے پھر یہی روشنی جب نیچے اتر کر عرضاً پھیلتی ہے اور طول سے عرض زیادہ ہو جاتا ہے اور اس میں کچھ سرخی کی جھلک آجاتی ہے تو اسے صبح صادق کہا جاتا ہے '' .... (فتویٰ نمبر: ۵۸۷۷)

خلاصہ کلام :

مذکور بالا عبارات میں صبح کاذب کا جس طرح تذکرہ فرمایا گیا ہے اس کو پڑھ کر معمولی فہم رکھنے والا بھی یہ حقیقت نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ صبح صادق سے پہلے صبح کاذب کی روشنی ظاہر ہوگی پھر تھوڑے دیر بعد یہ روشنی چلی جاتی ہے پھر اس کے بعد معمولی وقفے کیلئے اندھیرا نظر آجاتا ہے جس کے بعد فوراً صبح صادق کی روشنی نمودار ہو جاتی ہے۔ مسلمان ماہرین فن کی طرف سے یہ تصریح کہ حقیقت میں رات کا اندھیرا آتا ہی نہیں بلکہ حقیقت میں اس روشنی کی نظروں سے نہایت دوری اور اس کے ضعف کی وجہ سے ظاہری طور پر افق تاریک نظر آجاتا ہے تو اس تصریح کے بعد ہم بلا توقف یہ کہہ سکتے ہیں کہ صبح کاذب اور صبح صادق آپس میں متصل ہوتے ہیں، یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ صبح کاذب تو آدھی رات میں ظاہر ہو کر غائب ہو جائے اور صبح صادق اس کے گھنٹوں بعد طلوع ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا مستند دارالفتاؤں سے یہی جواب موصول ہوا ہے کہ صبح کاذب کے انتہاء (اختتام) اور

صبح صادق کے ابتداء کے درمیان ، ماسوائے معمولی اندھیرے کا،کوئی خاص وقفہ نہیں ہوگا اور جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ صبح کاذب کے کافی وقت پہلے غائب ہونے کے بعد صبح صادق طلوع ہوگی ،تو اس صورت میں جس روشنی کو ان حضرات نے صبح کاذب سمجھا ہے اس میں ان کو مغالطہ ہوا ہے۔فتاویٰ جات کی مختصر عبارات ہم نے مع حوالہ پیش کردئے ہیں۔

کیا فلکی فلق میں یہ دوسری علامت پائی جاتی ہے ؟

آیئے اب صبح صادق کی یہ دوسری علامت دیکھتے ہیں کہ ’’ فلکی فلق ‘‘ پر یہ علامت کہاں تک منطبق ہے۔چونکہ اس دوسری نشانی میں صبح کاذب بھی شامل ہے لھذا فلکی فلق کو مذکورہ بالا علامت پر منطبق کرنے کیلئے ضروری ہے کہ قائلین ۱۸ درجے والوں کی صبح کاذب کی بھی نشاندھی کی جائے۔جاننا چاہیے کہ ان حضرات کے نزدیک صبح کاذب وہ روشنی ہے جو رات کے ابتدائی یا درمیانی اوقات میں مشرق کی طرف نمودار ہوتی ہے جسکو اصطلاح میں بروجی روشنی (زوڈیکل ٹویلائٹ) کہا جاتا ہے۔

(۱) جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب ’’مراسلہ جاوید قمر‘‘ کے حوالے سے تحریر

فرماتے ہیں:

" اس روشنی کے ختم ہونے اور فلکی فلق کے طلوع ہونے تک کے درمیان خاصہ وقفہ ہوتا ہے۔اس طرح فلکی فلق کے طلوع سے فوراً پہلے یعنی سورج کے 18 درجات زیر افق کی حد تک پہنچنے سے قبل افق پر کوئی روشنی نہیں ہوتی"...................(صبح صادق وصبح کاذب ص نمبر ۳۱)

(۲) مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب رسالہ" **درء القبح عن درک وقت الصبح** "میں تحریر فرماتے ہیں:

" بلکہ 18 درجہ انحطاط پر صبح صادق ہوجاتی ہے۔اور اس سے بہت درجے پہلے صبح کاذب فقیر نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ محاسبات علم ہیئت سے آفتاب ہنوز ۳۳ درجے افق سے نیچا تھا۔۔۔۔۔۔آگے تحریر فرماتے ہیں۔۔۔۔کہ اس میں اور صبح صادق میں ۱۵ درجے سے بھی زائد فاصلہ ہے"...................(درء القبح عن درک وقت الصبح ص ۸)

حضرت بریلوی صاحب کے بیان سے تو معلوم ہوا کہ **18** درجے صبح صادق ماننے والوں کے نزدیک صبح کاذب (بروجی روشنی) صبح صادق سے **15** درجے (جبکہ کل **15+18= 33** درجے) پہلے طلوع ہوتی ہے۔

تیسرا حوالہ:

(3) Before the beginning of astronomical

twilight in the morning and after the end of astronomical twilight in the evening **<u>the sun does not contribute to sky ill- uminaton.</u>**

چوتھا حوالہ:

(4) Astronomical Twilight: the time at which the sun is 18 degrees below the horizon.

It is that point in time at which the sun start lightening the sky. **<u>Prior to this time during, the morning, the sky is completely dark.</u>**

During the evening, this is this is the point where the sky completely turns dark.

FROM: NOAA's National Weather Service

Weather Forecast (Office)

پانچواں حوالہ:

(5) Astronomical dawn is the time at which

the sun is 18 degrees below the horizon in the morning. Astronomical dawn is that point in time at which the sun starts lightening the sky. **Priorto this time, the sky is completely dark.** (http://en. wikipedia. org/wiki/Dawn#. note-NOAA_Astro_Terms)

چھٹا حوالہ:

(6) Dr.Shaukat Khalid has sent me by E-mail as under: **Question:** (1) Is there some another light before the Astronomical twilight or there is totally darkness?

Answer: It is agreed by all astronomers that generally, **the sky is totally dark at or before astronomical twilight.** But this is not true at high laitudes.

حاصل ان تمام حوالجات کا تقریباً ایک ہے، کہ 18 درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی '' فلکی فلق '' (Astronomical twilight) کے ظہور سے پہلے کسی قسم کی روشنی شرقی افق پر نہیں ہوتی۔ بلکہ اس وقت تمام آسمان پر مکمل اندھیرا ہوتا ہے۔خط کشیدہ عبارات سب کا یہی مفہوم ہے کہ اس ے پہلے تمام آسمان میں مکمل اندھیرا ہوتا ہے۔علاوہ ازیں جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب اور مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے حوالجات سے تو تصریحاً ثابت ہوگیا کہ ان دونوں روشنیوں کے درمیان اچھا خاصا وقفہ ہوتا ہے۔اب جبکہ صبح صادق کی علامت نمبر۲ میں شرعی طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ صبح کاذب کی روشنی صبح صادق کے ظہور تک موجود رہے گی ہاں اتنا ہے کہ اس کی روشنی صبح صادق کے ظہور سے تھوڑی دیر پہلے معمولی وقفے کیلئے غائب ہو جاتی ہے۔ ہمارے تجربے کے مطابق یہ وقفہ ایک منٹ سے بھی زیادہ نہیں ہوتا، اس کے بعد صبح صادق طلوع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔لہٰذا بروجی روشنی اور فلکی فلق کی یہ علامت بھی صبح صادق اور صبح کاذب پر صادق نہیں آئی۔

قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ جس روشنی سے صبح کاذب کی روشنی اتنی دور یعنی رات کے بالکل ابتدائی یا درمیانی حصے میں ظاہر ہو رہی ہو تو اس روشنیوں کو عبارات مذکورہ میں ذکر شدہ '' دوسری علامت '' پر کہاں تک منطبق کیا جا سکتا ہے۔۔۔؟ ہم

بروجی روشنی کو صبح کاذب اور فلکی فلق کو صبح صادق کیسے قرار دے جبکہ ان دونوں پر صبح کاذب اور صبح صادق کی تعریف (اتصال فجرین) صادق ہی نہیں آتی۔۔۔؟

تیسری علامت ''جلد پھیلنے والی'' (یعنی انتشار سریع)

مفسرین کرامؒ اور فقہاء عظامؒ نے صبح صادق کی تیسری علامت یہ بتلائی ہے کہ صبح صادق کی روشنی ظاہر ہونے کے بعد نہایت تیزی کیساتھ بڑھتی رہے گی۔ہم چند عبارات جناب پروفیسر عبد اللطیف صاحب ہی کی کتاب کے حوالے سے نقل کررہے ہیں:

(۱) تفسیر خازن میں مذکور ہے:

الفجر الصادق المستطیر المنتشر فی الافق سریعاً.................. (تفسیر خازن ج۱،ص۱۳۸،مطبوعہ مصر)

(بحوالہ صبح صادق وصبح کاذب ص۸۷)

ترجمہ: وہ فجر صادق جو افق میں بسرعت اڑتی پھیلتی ہوتی ہے۔

(۲) **فیطلع بعده الفجر الصادق مستطیراً ینتشر سریعاً فی الافق** .... (حاشیہ معالم التنزیل، ج۱،ص۱۳۸،تفسیر خازن،مطبوعہ مصر،بحوالہ صبح صادق وصبح کاذب ص۸۸)

ترجمہ: اس کے بعد فجر صادق بسرعت پھیلی ہوئی افق پر طلوع ہوتی ہے۔

(۳) علامہ بغوی کی تفسیر معالم التنزیل میں صبح صادق کے بارے میں تحریر ہے'' ینتشر سریعافی الافق '' ترجمہ میں لکھتے ہیں:۔

''چوڑائی میں پھیلی ہوئی فجر صادق طلوع ہوتی ہے اور سرعت سے افق پر پھیلتی ہے''

مذکورہ بالا عبارات میں ''یَنْتَشِرُ سَرِیْعاً'' سے فجر صادق کی روشنی کا ظاہر ہونے کے بعد نہایت جلدی اور تیزی کیساتھ افق پر پھیلنا بالکل واضح ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس صبح کو 'صادق' کہا جاتا ہے۔

کیا فلکی فلق میں انتشار سریع کی علامت پائی جاتی ہے؟

۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی ''فلکی فلق'' کو صبح صادق قرار دینے والے حضرات خود بھی اسی فلکی فلق میں دو حصے تسلیم کرتے ہیں۔ ایک اس کا ظہور دوسرا اس کے بعد انتشار۔ اب اگر غور کر کے سوچا جائے تو اگرچہ ظہور کے بغیر یا ظہور سے پہلے انتشار کا وجود ناممکن ہے، مگر روایات بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ظاہر ہونے کے فوراً بعد روشنی کا انتشار وجود میں آجائے۔

اب اگر اس تعریف کے علاوہ کوئی یہ کہے کہ صبح صادق پہلے ظاہر ہوگی پھر وقت

کی ایک معینہ مقدار کے بعد اس میں پھیلاؤ وانتشار کا عمل شروع ہوگا، تو ناچیز کے خیال میں اس کو انتشار سریع نہیں کہا جا سکتا۔لہٰذا جو روشنی اس تعریف پر پوری اترتی ہے، اس کو مذکورہ بالا روایات کی بنیاد پر عدم انتشار سریع کی وجہ سے صبح صادق نہیں قرار دی جاسکتی۔ ذیل میں ہم جناب سید شبیر احمد کا کاخیل صاحب کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں، جس کو غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے:

”جس وقت فجر صادق کا پہلا لمحہ ظہور میں آتا ہے اس وقت ایک وسیع نصف دائرے کی قوس مشرق کی طرف شمالاً جنوباً نمودار ہوتی ہے جس کا مشاہدہ صرف وہی آنکھیں کر سکتی ہیں جو ایسے مشاہدات سے مانوس ہوں ورنہ عام آنکھیں اس سے محروم ہوتی ہیں۔خود راقم کو بھی یہ نعمت تقریباً تقریباً کئی دن مشاہدات کے بعد حاصل ہوئی۔اس قوس کے اندر روشنی بہت کم ہوتی ہے اور وقت کیساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا ہے حتیٰ کہ یہ روشنی اتنی زیادہ ہوجاتی ہے کہ اس کے کناروں سے روشنی پھیلنے لگتی ہے یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب سورج افق سے پندرہ درجہ نیچے پہنچ چکا ہوتا ہے..(فہم الفلکیات ص۱۲۳)

آپ اگر جناب سید صاحب کی عبارت پر غور فرمالیں تو انتشار سریع، جو روایات میں منقول ہے، اس وقت شروع ہو گیا جس وقت سورج ۱۵ درجے زیر افق آ پہنچا، لکھا ہے:

''کہ اس کے کناروں سے روشنی پھیلنے لگتی ہے یہی وہ لمحہ ہوتا ہے
جب سورج افق سے پندرہ درجہ نیچے پہنچ چکا ہوتا ہے''

ظاہر بات ہے کہ کناروں سے روشنی کے پھیلنے سے مراد یہ ہے کہ اس سے پہلے روشنی کناروں سے نہیں پھیلی تھی۔ بلکہ اپنی جگہ پر ہی چمک میں اضافہ ہوتا رہا۔اور یہ بات نہایت توجہ کے قابل ہے کہ اعتبار روشنی میں زیادتی کا نہیں بلکہ اپنے مقام سے تجاوز کرتی ہوئی پھیلنے کا ہے۔اور یہ ظاہر ہے کہ کناروں سے پھیلے بغیر انتشار و پھیلاؤ کا عمل کیسے وجود میں آ سکتا ہے؟ صبح صادق کے ظہور اور انتشار کے درمیان خاصہ وقفہ مندرجہ ذیل عبارت سے بالکل واضح ہے: سید صاحب ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''صبح صادق کے وقت روشنی کی جو حدود قائم ہوجاتی ہیں وہ تا دیر
قائم رہتی ہیں '' ....(فہم الفلکیات ص ۱۲۱)

اس سے تو بالکل واضح ہو گیا کہ روشنی کافی دیر بعد پھیلنے کا عمل شروع کر دیتی ہے ۔اور اگر یہ کہا جائے کہ انتشار پہلے ظہور کو مستلزم ہے، لہٰذ ۱۸ پر اس کا ظہور اور ۱۵ پر اس کا انتشار۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہی تو بنیادی نکتہ ہے جسکی رو سے اس روشنی (فلکی فلق) پر روایات مذکورہ کے مطابق صبح صادق کی تعریف صادق نہیں آتی ۔کیونکہ اسی ظہور ہی کیساتھ فقہاء نے انتشار سریع تحریر فرمایا ہے۔ جناب کا کا خیل

صاحب کی عبارت ’’تادیر قائم رہتی ہے‘‘ کو انتشار سریع کا مصداق کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

چوتھی علامت، تعمیم:

یہ دراصل صبح کاذب کی علامت ہے۔ روایات اور احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں صبح صادق ہوگی تو اس سے پہلے ضرور صبح کاذب طلوع ہوگی۔ ایسا نہیں ہوگا کہ سال کے دو مہینوں میں صبح صادق سے پہلے (وہ بھی گھنٹوں پہلے) تو صبح کاذب نظر آتا رہے اور باقی دس (۱۰) مہینے صرف صبح صادق ہو اور صبح کاذب کا نام ونشان ہی نہ ہو۔ ہم نے ملک کے متعدد مستند مفتیان کرام سے اس حوالے رابطہ کیا مندرجہ ذیل مدارس نے جواباً تحریر فرمایا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صبح کاذب سال کے صرف دو مہینوں میں ہوگی باقی دس مہینوں میں صرف صبح صادق ہوگی، تو اس صاحب کا قول بالکل غلط ہے۔

(۱) دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی :

’’ صبح کاذب سال کے تمام مہینوں میں اور ہر موسم میں ظاہر ہوتی ہے۔ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ صبح کاذب صرف دو ماہ وسطِ اگست سے وسطِ اکتوبر تک ظاہر ہوتی ہے، انکو مغالطہ ہوا ہے۔ دراصل صبح کاذب سے پہلے ایک

روشنی ہوتی ہے، جسے انگریزی میں ''زوڈیکل لائٹ'' کہا جاتا ہے، وہ رو
شنی صرف دو ماہ ظاہر ہوتی ہے'' ....
...............................(فتوی نمبر ۱۳۱۵، مورخہ: ۱۴۲۷/۳/۳ھ)

(۲) جامعہ فریدیہ اسلام آباد:

'' صورت مسئولہ میں کتب حدیث، فقہ اور فلکیات میں وضاحت کی گئی ہے کہ صبح صادق سے کچھ قبل صبح کاذب کی روشنی ظاہر ہوتی ہے جو صبح صادق تک باقی رہتی ہے۔ فقہ اور فلکیات میں میں یہ وضاحت بھی ہے کہ صبح کاذب ہر موسم میں ہوتی ہے یعنی صبح کاذب کا ظہور سال کے چند مہینوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہمیشہ صبح صادق سے پہلے صبح کاذب ہوتی ہے ----------الیٰ ان قال-------------------'' اور جو صاحب فلکیات کے حوالے سے کہتا ہے کہ صبح کاذب دو مہینوں، (وسط اگست تا وسط اکتوبر) میں ظاہر ہوتی ہے، اور دوسرے مہینوں میں ظاہر نہیں ہوتی، حدیث، فقہ اور فن فلکیات کے حوالے سے اسکی بات درست نہیں ہے کیونکہ صبح کاذب تمام مہینوں میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔ نیز وسط اگست تا وسط اکتوبر ایک، روشنی ظاہر ہوتی ہے وہ ''زوڈیکل لائٹ'' ہوتی ہے جسکی وجہ سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے اسکا صبح کے ساتھ کوئی

تعلق نہیں ہے، اور وہ صبح کاذب سے کافی پہلے ظاہر ہوتی ہے، اس کے بعد صبح کاذب ظاہر ہوتی ہے'' ....

.... (فتوی نمبر ۲۲/۱-۱۰۹، مورخہ: ۱۱/۳/۱۴۲۷ھ)

(۳) امدادالعلوم پشاور صدر

وسط اگست تا وسط اکتوبر میں مشرق کی طرف صبح کاذب سے کافی پہلے ''زوڈیکل لائٹ'' ظاہر ہوتی ہے جس کا صبح کاذب سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح یہ روشنی مغرب کی طرف وسط فروری تا وسط اپریل میں ظاہر ہوتی ہے۔.. (فتویٰ نمبر: ۵۸۷۷)

(۴) جامعہ عثمانیہ پشاور

'' واضح ہو کہ بوقت صبح کاذب آفتاب افق سے 18 درجہ نیچے ہوتا ہے اور بوقت صبح صادق 15 درجہ نیچے ہوتا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ صبح صادق اور صبح کاذب میں تین درجہ کا فرق ہے جسکو آفتاب تقریباً بارہ (۱۲) منٹ سے سترہ (۱۷) منٹ کے وقت میں طے کرتا ہے...

.... اس (صبح صادق) سے پہلے افق سے کافی بلندی پر نمودار ہونے والی مستطیل روشنی ظاہر ہوتی ہے جو صبح صادق تک باقی رہتی ہے اور یہ صبح

کاذب۔فقہ اور فلکیات میں یہ وضاحت بھی ہے کہ صبح صادق سے صرف
تین درجہ پہلے صبح کاذب نظر آتی ہے نیز یہ صبح کاذب ہر موسم میں ہوتی ہے
اور روز کا معمول ہے" ....(مورخہ:۲۰۰۶/
۲۵/۴، فتوی نمبر ۳۲۸/۲۹۷،۲۰/۱۹،۲۰/۲۰، سلسلہ وار : ۱۹۷۲)

کیا بروجی روشنی (Zodical Light) میں یہ علامت پائی جاتی ہے ؟

آیئے ہم ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی فلکی فلق سے قبل بروجی روشنی **(Zodical Light)** کو اس حوالے سے دیکھتے ہیں: جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب "مکتوب جناب جاوید قمر صاحب" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

(۱) " جہاں تک صبح کاذب کا تعلق ہے یہ بالکل دوسری شئے ہے،بعض دفعہ سازگار حالات میں (یعنی بالکل ہی صاف مطلع کی صورت میں اور کراچی جیسی جگہوں کیلئے اگست سے ستمبر تک) فلکی فلق کے طلوع (یعنی صبح صادق کے شروع)ہونے سے بھی کافی قبل ایک مدھم سی لیکن بایں ہمہ خاصی واضح قسم کی روشنی مشرقی افق پر دیکھی جاسکتی ہے"..................................(صبح صادق وصبح کاذب صفحہ نمبر ۱۹۲)

(۲) ''نارٹنز اسٹار اٹلس'' کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

'' فروری ، مارچ کے زمانہ میں شام کے وقت (بعد غروب آفتاب) اور اگست، ستمبر کے دوران صبح کے وقت شمالی نصف کرہ میں یہ زیادہ روشن تر دکھائی دیتی ہے'' ....
.....................................(صبح صادق وصبح کاذب صفحہ نمبر ۵۶)

(۳) حضرت مفتی رشید احمدؒ احسن الفتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

'' یہ ایک انعکاسی روشنی ہے جو سال بھر میں صرف دو ماہ وسط اگست تا وسط اکتوبر میں بعض مقامات پر نمودار ہوتی ہے'' ....
....(احسن الفتاویٰ ج ۲،ص ۱۸۰)

یہ بات کہ ان کے نزدیک صبح کاذب (بروجی روشنی) سال کے چند مہینوں (وسط اگست تا وسط اکتوبر) میں نظر آتی ہے ان حضرات کو بھی مسلم ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس کو اعتراض سے بچانے کیلئے جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب کو یہ لکھنا پڑتا ہے۔ چھ چھ ماہ دن اور رات والے علاقوں پر قیاس کر کے تحریر فرماتے ہیں:

''عین اسی طرح سے صبح کاذب بھی سال بھر تک ہر جگہ ہر مقام پر ساری دنیا میں نظر نہیں آتی ،اس لئے ذوڈیکل لائٹ (بروجی روشنی) کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ چونکہ یہ روشنی کسی مقام پر تو سال بھر تک نظر آتی ہے ،اور کسی مقام پر چند ماہ کیلئے نظر آتی ہے ،اس لئے اس کا

اصطلاح شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے، سراسر مغالطہ ہے“ ....

....(صادق وصبح کاذب صفحہ نمبر ۱۲۴)

حالانکہ اس میں مغالطے کی کوئی بات نہیں ہے اوپر مستند حوالوں سے یہ حقیقت سامنے آچکی ہے کہ صبح صادق سے پہلے صبح کاذب ضرور نمودار ہوگی۔ یہ جو پروفیسر صاحب نے اعتراض سے بچنے کیلئے غیر معتدل خطوں کا حوالہ دیکر لکھا ہے کہ:

”اسی طرح صبح کاذب کا بھی پورا سال کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے“

یہ قیاس مع الفارق کے قبیل سے ہے، کیونکہ پھر تو ان علاقوں میں صبح صادق اور کاذب کے علاوہ دیگر اوقات بھی مہینوں کے حساب سے تبدیل ہوتے ہیں تو کیا کوئی شخص انہی غیر معتدل ایام کا حوالہ دیکر صبح کاذب وصادق کے علاوہ باقی اوقات کے بارے میں یہ کہہ سکتا ہے کہ باقی اوقات میں بھی ان ہی خطوں کی طرح بے ترتیبی اگر ہوگئی تو کوئی بات نہیں؟ بلکہ اس کے برعکس علماء کا فتوی یہ ہے کہ غیر معتدل خطوں میں قریبی ملک، جس میں اوقات خمسہ واضح طور پر ملتے ہوں، کے مطابق عمل کیا کریں۔ تو بعینہ اسی طرح غیر معتدل خطوں پر قیاس کرکے یہ بھی غلط ہے کہ................”عین اسی طرح سے صبح کاذب بھی سال بھر تک ہر جگہ ہر مقام پر ساری دنیا میں نظر نہیں آتی“ ....علاوہ ازیں قیاس صحیح بھی احادیث کے مقابلے میں حجت نہیں بن سکتا۔ خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ بروجی روشنی پر

صبح کاذب کی تعریف صادق نہیں آتی لہٰذا اس کو صبح کاذب اور پھر اس کو بنیاد بنا کر اس کے بعد ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی ''فلکی فلق'' کو صبح صادق نہیں قرار دیا جاسکتا۔.......................... (واللہ تعالیٰ اعلم)

صبح صادق کی صحیح تشریح، حضرت سید صاحب کی زبانی:

اگر یہ کہا جائے کہ یہ جو جناب سید صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

''صبح صادق کے وقت روشنی کی جو حدود قائم ہو جاتی ہیں وہ تا دیر قائم رہتی ہیں''

یہی حقیقت میں صبح کاذب ہے جو ۱۸ درجے پر نمودار ہو کر جلد پھیلنے کی بجائے تا دیر اپنی حدود کے اندر اسی جگہ قائم رہتی ہے۔ کیونکہ آگے تحریر فرمایا ہے:

> ''حتیٰ کہ یہ روشنی اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ اس کے کناروں سے روشنی پھیلنے لگتی ہے یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب سورج افق سے پندرہ درجہ نیچے پہنچ چکا ہوتا ہے.......................................(فہم الفلکیات ص ۱۲۳)

مطلب یہ کہ جناب کاکاخیل صاحب فلکی فلق کی جو تشریح تحریر فرما گئے اس سے تو خود ہی یہ بات ثابت ہوئی رہی ہے کہ 18 درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی کے بجائے وہی روشنی صبح صادق کہلانے کے زیادہ قابل ہے جو 15 درجے پر پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مستطیر کی صفت تو اس روشنی کو حاصل ہوگئی۔ جیسا کہ خط

کشیدہ عبارت سے واضح ہے۔۔۔۔۔اور اس کے برعکس 18 درجے پر نمودار ہونے والی روشنی اس بات کا زیادہ لائق ہے کہ اس کو صبح کاذب کہا جائے کیونکہ اس کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے وہ صبح صادق کے ایک اہم اور ضروری نشانی (یعنی انتشار سریع) کے سراسر منافی ہے، یہ بھی خط کشیدہ عبارت سے بالکل واضح ہے۔

﴿خلاصہ بحث﴾

تمام بحث کا خلاصہ یہ ہوا، کہ ہم نے صبح صادق وصبح کاذب کے حوالے سے قرآن واحادیث کی روشنی میں مفسرین ،فقہاء کرام اور دیگر محققین حضرات کی تشریحات کے مطابق جتنی بھی نشانیاں تحریر کی ہیں ،ایک نشانی بھی ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی ''فلکی فلق'' کے اوپر صادق نہیں آتی ۔اسی طرح ''بروجی روشنی''، جس کو ان حضرات نے صبح کاذب قرار دیا ہے، صبح صادق سے کافی خاصہ وقفہ پہلے طلوع ہوتی ہے اس پر بھی روایات سے ثابت شدہ صبح کاذب کی تعریف صادق نہیں آتی ۔جب وہ صبح کاذب نہ رہی تو صبح کاذب کس کو کہا جائے گا۔۔۔؟

نتیجہ کے طور پر یہ حقیقت سامنے آ گئی کہ 18 درجے کی بنیاد پر مرتب شدہ نقشے میں صبح صادق کا درج شدہ وقت دراصل صبح کاذب کا وقت ہے،اور صبح صادق اس سے تقریباً 15 تا 20 بعد طلوع ہوتی ہے۔

فصل نمبر 3

ماہرین فلکیات کے اقوال

تمہید کے طور پر یہاں یہ بات ذہن نشین فرمالیجئے کہ اس باب (اوقات نماز) میں کسی بھی ماہر فن کی بات محض صاحب فن ہونے کے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، کیونکہ کسی چیز کے بارے میں جب شریعت مطہرہ نے ایک حکم صادر فرمایا ہے تو اس چیز کیلئے وہی حکم ثابت کرنے کا صرف اور صرف شریعت ہی مجاز ہے۔ اب اگر کوئی فعل وعمل (مثلاً) شرعی معیار کے مطابق نہیں ہے تو کس کی جرأت ہوسکتی ہے کہ اس کو (شرعی قواعد سے متصادم ہونے کے باوجود) واجب العمل قرار دے۔۔۔؟ لہٰذا اصولی طور پر صبح صادق کے مسئلے میں بھی کسی بھی ماہر فن کا فیصلہ اس وقت تک کبھی بھی معتبر نہیں ہوگا جب تک وہ شرعی اصولوں سے نہ پرکھا جائے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے:

(ا) کہ کوئی شخص ماہر فن ہونے کیساتھ ساتھ شرعی احکام میں بھی مہارت رکھتا ہوا معروف ومشہور ہو، تو اس صورت میں اس کی طرف سے ایک شرعی حکم کا فیصلہ فن کی زبان میں بیان کرنا قابل قبول ہوسکتا ہے۔ اور وجہ اس کی یہی ہے کہ

جب وہ شرعی احکام میں قابل اعتماد ہوکر ایک مقتداء کی حیثیت حاصل کر چکا ہے تو اس نے فن کی زبان میں بھی ایسی بات کبھی نقل نہیں کرنا ہے جو شرعی حکم سے متصادم ہو۔

(۲) اور اگر وہ ایسی شخصیت ہے جو ماہر فن ہونے کیساتھ ساتھ شرعی احکام میں ایک معروف ومشہور مقتداء کی حیثیت تو نہیں رکھتا مگر اس کا شرعی عالم ہونا مسلم ہو تو ایسے شخص کی بات بھی بنسبت ان ماہرین فن کی زیادہ قابل قبول ہوگی جن کا شرعی احکام سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔

(۳) اب غیر مسلم ماہرین کے بارے میں آپ خود فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ جب ان (غیر مسلم ماہرین) کی بات ان مسلم ماہرین (جنہوں نے فن ہیئت سیکھا ہی دین کی ضرورت کیلئے ہے) سے متصادم ہو، تو اس صورت میں ان غیر مسلم صاحب فن کی بات کیسی مانی جاسکتی ہے۔ جبکہ مسئلہ خالص شرعی ہو اس کی وضاحت اس تمہید کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔

ہم پہلے ان حضرات کی طرف سے مختصر حوالجات پیش کرتے ہیں کہ اصولی طور پر ان حضرات کی موقف کن ماہرین فلکیات پر مبنی ہے۔ پھر مسلم ماہرین کے حوالے پھر انکی تائید میں مشاہدات کے نتیجے میں دور حاضر کے علماء کا فیصلہ عرض کریں گے۔

۱۸درجے والوں کا ماخذ:۔

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ ان حضرات کے نزدیک صبح کاذب ذوڈیکل ٹویلائٹ کو جبکہ صبح صادق اسٹرونومیکل لائٹ کو کہا جاتا ہے۔اگر چہ اس پر ان حضرات نے دور حاضر کے مسلم ماہرین (مگر تقریباً یہ سارے موسمیات،اور دیگر محکموں سے متعلق لوگ ہیں) کے حوالے اپنی تصنیفات میں نقل کئے ہیں ۔مگر ہم کہتے ہیں ان مسلم ماہرین نے بھی اعتماد غیر مسلم ماہرین کی تحقیق پر ہی کیا ہے۔اس پر صرف دوحوالے پیش کرتا ہوں:

(۱) مولانا یعقوب قاسمی رکن جامعہ علوم القرآن مجلس شوریٰ ، جمبوسر (برطانیہ) اپنی تصنیف '' برطانیہ واعلیٰ عروض البلاد پر صبح صادق وشفق کی تحقیق'' میں صفحہ نمبر ۴۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

> '' صبح شام ان تینوں شفقوں کی ابتداء وانتہاء کے وقت آسمان پر روشنی کی کیا کیفیت ہوتی ہے،اس کی تشریح رائل گرین وچ آبزرویٹری کی سائنس ریسرچ کونسل نے اپنی آسٹرونومیکل انفارمیشن شیٹ نمبر سات میں جو کی ہے وہ درج ذیل ہے ....'' اس کے بعد تفصیل ذکر کے آسٹرونومیکل ٹویلائٹ کو صبح صادق قرار دیا ہے............................

(۲) اسی طرح صفحہ نمبر ۲۲۳ پر اردن کے کلیۃ الشریعہ کے ڈاکٹر ابراہیم

الکیلانی صاحب کی عبارت نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں:

”ومن هذه المعلومات المستفادة من الانساکلو بیدیاالبریطانیه و الامریکیه وتحدید درجة واحدة هی درجة ١٨ لبداية الضوء فی مطلع النهار ولغيا ....(برطانیہ۔۔۔پر صبح صادق وشفق کی تحقیق“ص ۲۲۳)

ترجمہ: اور یہ معلومات کہ دن کی روشنی کا ابتداء اور انتہاء سورج کے 18 درجے زیرِافق سے ہوتی ہے، انسا ئیکلو پیڈیا برٹانیکا اور انسا ئیکلو پیڈیا آف امریکہ سے ماخوذ ہیں۔

اس کے علاوہ پروفیسر عبداللطیف صاحب نے بھی اپنی کتاب ”صبح صادق وصبح کاذب“ غیر مسلم ماہرین یا ان مسلم ماہرین، جن کا علم دین کیساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ بلکہ ان مسلم ماہرین نے بھی بعض اوقات اپنی عبارات میں غیر مسلم ماہرین کی تصریحات ذکر کئے ہیں۔

ابوریحان البیرونیؒ

ؒ

اور

۱۸ درجے پر صبح صادق؟

یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کے پاس متقدمین مسلم ماہرین فن کا ایک حوالہ بھی نہیں پایا جاتا۔ البتہ ابوریحان البیرونیؒ کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں، مگر اس کی جو توجیہ یہ حضرات فرماتے ہیں، اس کی دلالت اپنے مدلول (صبح صادق) پر قطعی نہیں ہے۔ جناب سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب ایک رسالے میں تحریر فرماتے ہیں؛

''القانون المسعودی میں لکھتے ہیں۔ او لها مستدق مستطيل منتصب يعرف بالصبح الكاذب و يلقب بذنب السرحان و لا يتعلق به شيء من الاحكام الشرعية و لا من العادات الرسمية، والنوع الثانى حمرة تتبعها و تسبق الشمس و هو كالاول فى باب الشرع و علىٰ مثله حال الشفق فان سببهما واحد و كونهما واحد ، و هو ايضاً ثلاثة انواع

مخالفة الترتيب لما ذكرنا ، و ذالک ان الحمرة بعد غروب الشمس اول انواعه ، و البياض المنتشر ثانيها ، و اختلاف الائمة فی اسم الشفق علی ايهمايقع اوجب ان يتنبه لهما معاً ، والثالث المستطيل المنتصب الموازی للذنب السرحان ، و انما لا يتنبه الناس له لأن وقته عند الاختتام الاعمال و اشتغالهم بالاكتنان، و اما وقت الصبح فالعادة فيه جارية باستكمال الراحه و التهيؤ للتصرف فهم فيه منتظرون طليعة النهار ليأخذوا فی الانتشار فلذالک ظهر لهم هٰذا و خفی ذالک ، و بحسب الحاجة الی الفجر و الشفق رصد اصحاب هٰذه الصناعة امره فحصلوا من قوانين وقته ان انحطاط الشمس تحت الافق متیٰ كان ثمانية عشر جزء كان ذالک الوقت طلوع الفجر فی المشرق و مغيب الشفق فی المغرب و لمّا لم يكن شياً معيناً بل بالاول مختلطاً اختلف فی هٰذا القانون فراٰه بعضهم سبع عشر جزءاً

اس عبارت کو اگر غور سے پڑھا جائے تو اس میں صبح صادق اور شفق دونوں کے لئے 18 درجے کا وقت بتایا ہے اور بعض صورتوں میں بعض کے حوالے سے اس کو 17 درجے کے وقت کے ساتھ مختلط بتاتے

ہیں کیونکہ حضرت اس میں بیاض مستطیل اور حمرۃ کو ایک طرح کا سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ شرعی احکامات وابستہ نہیں اور لوگوں کو چونکہ شفق اور فجر (صادق) کی ضرورت پڑتی ہے اس لیئے اس کے لیئے قوانین جو وضع کیئے گئے تھے وہ بتا دیئے کہ صبح صادق اور شفق کے لیئے 18 درجے زیر افق ہیں...

(صبح صادق وصبح کاذب کے بارے میں ایک علمی اور تحقیقی جائزہ، ص ۱۳، ۱۴)

البیرونیؒ کی عبارت کی وضاحت :

جناب سید صاحب کے برعکس 15 درجے کے قائلین حضرات کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ماہرین فن ہیئت جب مطلق صبح کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس سے مراد ''اول فجر (صبح کاذب)'' ہی لیا جائیگا۔عربی جاننے والے ہی صرف سمجھ سکتے ہیں کہ عبارت مذکورہ میں پہلے صبح کی تین اقسام (پہلے بیاض مستطیل پھر بیاض مستطیر پھر حمرۃ) ذکر کی گئی اور اسکے بعد اسی ترتیب کے بالعکس بعد غروب شمس (یعنی شفق کی بھی) کی تین حالات (پہلے سرخی پھر بیاض مستطیر پھر بیاض مستطیل) کا تذکرہ کیا گیا۔علاوہ ازیں قبل طلوع الشّمس اور بعد غروب الشّمس کے دو حالات (حمرۃ اور بیاض مستطیر) کا تذکرہ بھی ساتھ ساتھ ہو گیا (کہ دونوں صورتوں میں ان

دونوں حالات کے ظہور و غیوب میں نہ کسی قسم کا خفاء ہے نہ ابہام مگر) اس کے بعد دونوں صورتوں (یعنی صبح وشام) میں بیاض مستطیل کی بحث ابھی رہتی ہے۔ تو اس کے بارے میں فرمایا کہ ایک دوسرے کے مقابل ہو کر رات کے اندھیرے کیساتھ متصل ہونے میں دونوں برابر ہیں۔مگر لوگوں کے حوائج وضروریات کیساتھ دونوں کا تعلق الگ الگ ہے۔ایک (یعنی بیاض شفق) دن کے اختتام پر غائب ہوتا ہے، جس وقت لوگ اپنے تمام مشاغل سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔دوسرا (بیاض فجر) جو رات کے اختتام اور دن کے ابتداء کے وقت طلوع ہوتا ہے۔چونکہ لوگ پوری رات آرام کرنے کے بعد دن کے انتظار میں ہوتے ہیں لہٰذا دن کے شروع ہونے سے پہلے ان پر یہ (بیاض فجر) ظاہر ہوتا رہا، اور رات کے اندھیرے چھانے سے پہلے پہلے لوگوں کا گھروں جانے کی وجہ سے وہ (بیاض شفق) مخفی رہا فرمایا'' فلذالک ظهر لهم هذا و خفی ذالک '' اور ظاہر ہے کہ یہی بیاض مستطیل صبح کاذب ہے۔

(۱) اب اگر عبارت مذکورہ میں ''مطلق صبح'' سے مراد صرف ''صبح صادق'' لیا جائے (جیسا کہ ۱۸ درجے کے قائلین نے ایسا کیا ہے) تو پھر سوال یہ ہے کہ قولہ و اما وقت الصبح کس کا مقابل ہے؟ کیا یہ و الثالث المستطیل کے مقابل نہیں؟

(۲) کیا مصنف علیہ الرحمۃ نے جو ترتیب فجر میں (پہلے بیاض مستطیل پھر بیاض

مستطیر پھر حمرۃ) بیان فرمائی ہے، پھر اس کے بالکل برعکس شفق میں (پہلے سرخی پھر بیاض مستطیر پھر بیاض مستطیل) تو اس ترتیب عکسی کو مدنظر رکھتے ہوئے فلذالک ظھر لھم ھٰذا و خفی ذالک کے جملے میں ظھر لھم ھٰذا سے کیا مراد ہوگا۔۔۔؟

(۳) اب اگر اس (ظھر لھم ھٰذا) سے مراد بیاض مستطیر لیا جائے تو کیا یہ خفی ذالک کے مقابل ہو کر اس سے مصنف علیہ الرحمۃ کے اس اصول و ھو ایضاً ثلاثۃ انواع مخالفۃ الترتیب لما ذکرنا کی مخالفت لازم نہیں آئیگی۔۔۔؟

(۴) والثالث المستطیل سے آخر تک کی عبارت کا واضح مطلب کیا ہے؟

ایک اور مثال :

جیسا کہ اوپر البیرونی کی عبارت کی وضاحت سے یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے، کہ ماہرین فن ہیئت جب مطلق صبح کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس سے مراد ''اول فجر (یعنی صبح کاذب) '' ہی ہوتا ہے۔یہی بات کتاب التصریح کے حاشیہ پر بالکل صراحت کیساتھ منقول ہے :

ان انحطاط الشمس من الافق عند اول طلوع الصبح وھو البیاض المستطیل المسمی بالکاذب و آخر غروب الشمس

وهو البياض المستدق المستطيل الذی قلما یدرک صفاءہ لوقوعہ فی وقت النوم ورجوع الناس الی مساکنھم للاستراحة بخلاف اول الصبح فانہ وقت استکمال الراحة والاستعداد للمصالح فالناس ینتظرون فیہ طلیقة النھار بطلوع الفجر لینتشروا لابتغاء حوائجھم یکون ثمانیة عشر جزء من دائرة الارتفاع ....(التصریح صفحہ نمبر ۶۸ حاشیہ ۵)

ترجمہ: یقیناً افق سے سورج کا جھکاؤ اول صبح کے وقت جو کہ سفید مستطیل روشنی ہوکر کاذب کہلاتی ہے، اور غروب شمس کے بعد آخر شفق جو بیاض مستطیل ہوتی ہے اور چونکہ اس وقت لوگ (دن بھر کام کرنے کے بعد) آرام کرنے کیلئے گھروں کو لوٹنے اور سونے کی تیاری میں مصروف ہوتے ہیں، اسلئے اس کا ادراک کم ہوتا ہے۔ بخلاف اول صبح کے کہ یہ آرام کی تکمیل اور دیگر مصالح دنیویہ کی تیاری کا وقت ہوتا ہے اسلئے لوگ اس وقت دن کی روشنی اور صبح کا انتظار کرتے ہیں تا کہ نکل کر اپنے حوائج کو پورا کرنے کی کوشش میں لگ جائیں، اس وقت سورج ۱۸ درجے پر ہوتا ہے۔

آپ حضرات ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ عبارت مذکورہ میں اول الصبح کو بیاض مستطیل المسمی بالکاذب بتلایا اور پھر اس کی وجوہات ذکر فرمانے کے بعد اس کو مطلقاً فجر سے تعبیر کر کے اس کا مقام و درجات ۱۸ متعین فرمادئے۔ یہی وجہ

ہے کہ شرح چغمینی کے محشی علیہ الرحمۃ نے البیرونیؒ کی عبارت میں منقول "مطلق صبح" سے مراد صبح کاذب ہی لیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

ثمانیة عشر جزءً هٰذا هو المشهور ووقع فی بعض کتب ابی ریحان انه سبعة عشر جزء وقیل انه تسعة عشر جز وهٰذا فی ابتداء الصبح الکاذب. ....

.... (حاشیہ ۹ شرح چغمینی ص۱۲۲، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ)

ترجمہ : ۱۸ درجے والی بات مشہور ہے، اگرچہ ابی ریحان کی بعض کتب میں یہ مقدار ۱۷ بھی منقول ہے اور کسی نے تو ۱۹ درجے والے قول بھی لیا ہے۔ اور یہ ساری اختلافی بحث صبح کاذب سے متعلق ہے۔

اس سے یہ حقیقت بالکل بے غبار ہوگئی کہ ابی ریحان کی کتاب میں اگر کہیں ۱۸ یا ۱۷ درجات پر صبح کی بات لکھی ہے تو اس سے مراد صبح کاذب ہی ہے۔

اعتراض:

جناب سید کاکاخیل صاحب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں "کہ محشی شرح چغمینی ناقل ہیں جب البیرونی اپنی عبارت میں خود صبح صادق فرما رہے ہیں تو ناقل کو کیا حق کہ وہ اس کو صبح کاذب قرار دے۔۔۔؟"

جواب :

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کس نے کہا ہے کہ البیرونیؒ نے خود صبح صادق کہا ہے، وہ خود صبح صادق کی تصریح فرما چکے ہوتے تو سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا، انہوں نے کہاں صبح کیساتھ صادق تحریر فرمایا ہے؟ انہوں نے ہرگز ایسا نہیں لکھا جیسا کہ اعتراض میں کہا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے تو مطلق ''صبح'' تحریر فرمایا ہے۔ آپ انکی عبارت پڑھتے ہیں تو اپنے زہن کے مطابق اس سے معنی صبح صادق اخذ کرتے ہیں۔ جب انہوں نے خود ''صادق'' کی تصریح نہیں فرمائی، تو عبارت پڑھ کر آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس عبارت سے البیرونی کا جو مقصد ہے وہ ہم یوں سمجھے ہیں۔ اب جب بات ''سمجھ'' کی آتی ہے تو ہم اس کہنے میں حق بجانب ہیں کہ : محشی شرح چغمینی بنسبت آپکے صحیح سمجھے ہیں جب محشی علیہ رحمۃ نے البیرونی ہی کی کتاب کی تشریح کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا: **وھٰذا فی ابتداء الصبح الکاذب** ۔ اگر البیرونی بقول سید صاحب ''صبح صادق'' کو ۱۸ درجے پر بتاتے، تو محشی علیہ الرحمۃ اتنی سمجھ سے بھی قاصر تھے کہ البیرونی کی عبارت کا واضح مفہوم چھوڑ کر اس کا بالکل برعکس لکھ مارا۔۔۔؟ علاوہ ازیں ہم نے بھی اپنی ناقص علم کے مطابق عربی قواعد کو مدنظر رکھ کر وہی مطلب سمجھا جو محشی شرح چغمینی نے بیان کیا

ہے۔لہٰذا یہ کہنا کہ جب البیرونی اپنی عبارت میں خود صبح صادق فرمارہے ہیں تو نا قل کو کیا حق کہ وہ اس کو صبح کاذب قرار دے؟ بالکل غلط ہے، کیونکہ البیرونی سے لفظ ''صادق'' کی تصریح کوئی نہیں منقول۔

متقدمین مسلم ماہرین فلکیات کی تصریحات

آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ علماء جنہوں نے علم شریعت کیساتھ ساتھ فن ہیئت میں مہارت تامہ حاصل کی تھی۔آج کے محققین فن فلکیات میں ریسرچ کرتے ہوئے پتہ نہیں کیا ڈھونڈتے پھرتے ہیں،ان بزرگوں نے تو یہ فن حاصل اس مقصد کیلئے کیا تھا کہ اس کے تعاون سے شرعی احکام کی تشریح کرسکے۔اور باقاعدہ اس فن میں تصنیفات تحریر کرتے ہوئے مستقل طور پر اسلامی نصابِ تعلیم کا حصہ قرار دے دیا اور آج تک مدارس دینیہ میں ان کتب کی پڑھائی ہوتی رہتی ہے۔لہٰذا یہاں آکر ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ ان علماء ماہرین فن نے صبح صادق اور کاذب کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے۔

(۱) شرح التشریح فی التصریح کے ''**فصل خامس فی الصبح والشفق**''

میں تفصیلی بحث کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

اذ قد علم بالتجربةان انحطاط الشمس اول الصبح الكاذب وآخر الشفق ثمانية عشر درجة..................

..............................(التصریح صفحہ نمبر ۶۸)

ترجمہ : یہ بات تحقیق کیساتھ تجربے سے ثابت ہو چکی ہے کہ اول صبح کاذب کے ظہور اور شفق ثانی کے غیوب کے وقت آفتاب افق سے ۱۸ درجے نیچے ہوتا ہے۔

(۲) پھر محشی علیہ الرحمۃ اس کے حاشیئے پر تحریر فرماتے ہیں:

ان انحطاط الشمس من الافق عند اول طلوع الصبح وهو البياض المستطيل المسمى بالكاذب وآخر غروب الشمس وهو البياض المستدق المستطيل ....الی ان قال....... يكون ثمانية عشر جزء من دائرة الارتفاع.................................

........................(التصریح صفحہ نمبر ۶۸ حاشیہ ۵، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ)

ترجمہ: یقیناً افق سے سورج کا جھکاؤ اول صبح کے وقت جو کہ سفید مستطیل روشنی ہو کر کاذب کہلاتی ہے، اور غروب شمس کے بعد آخر شفق جو بیاض مستطیل ہوتی ہے........۱۸ درجے پر ہوتا ہے۔

(۳) شرح الچغمینی میں صفحہ نمبر۱۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

" وقد عرف بالتجر بة ان اول الصبح وآخر الشفق انما یکون اذا کان انحطاط الشمس ثمانیة عشر جزء

.................................(شرح چغمینی ص۱۲۲، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ)

ترجمہ: اور تحقیقاً تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اول صبح اور آخر شفق اس وقت ہوتے ہیں جب آفتاب ۱۸ درجے افق سے نیچے ہو۔

(۴) اسی عبارت کے حاشیہ نمبر ۹ پر تحریر فرماتے ہیں :

ثمانیة عشر جزءً هٰذا هو المشهور ووقع فی بعض کتب ابی ریحان انه سبعة عشر جزء وقیل انه تسعة عشر جزء وهٰذا فی ابتداء الصبح الکاذب..................................

.... (حاشیہ ۹ شرح چغمینی ص۱۲۲، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ)

ترجمہ : ۱۸ درجے والی بات مشہور ہے اگر چہ ابی ریحان کی بعض کتب میں یہ مقدار ۱۷ بھی منقول ہے اور کسی نے تو ۱۹ درجے والے قول بھی لیا ہے۔اور یہ ساری اختلافی بحث صبح کاذب سے متعلق ہے۔

(۵) بیست باب کے حاشئے میں شارح علم ہیئت مولانا محمد عبید اللہ الایوبی

الکندھاریؒ تحریرفرماتے ہیں:

اقول قد علمت من بیان المصنفؒ فی ھٰذا الباب ان المقدار الفاصل بین طلوع الصبح الکاذب وطلوع الشمس ۱۸ درجة..................................

.... (بست باب للطوسی صفحہ نمبر۱۶ حاشیہ ۳)

ترجمہ:

میں کہتا ہوں کہ مصنفؒ کے بیان سے یہ حقیقت سمجھا ہوں کہ صبح کاذب اورطلوع آفتاب کے درمیان ۱۸درجے کا فرق ہوتا ہے۔

(۶) اسی طرح حاشیہ نمبر۱میں تحریر ہے:

" انه قد علم بالتجربة ان اول الصبح الکاذب انما یکون اذا کان انحطاط الشمس من الافق الشرقی ثمانیة عشر جزء " .... (بست باب للطوسیؒ صفحہ نمبر۱۶ حاشیہ۱)

ترجمہ: تجربے سے ثابت ہے کہ صبح کاذب کے وقت سورج افق شرقی سے ۱۸درجے نیچے ہوتا ہے۔

(۷) معارف السنن میں تحریر فرماتے ہیں:

ذکر علماء الھیئة الریاضیة ان الصبح الکاذب لیطلع حین

انحطاط الشمس ثمانی عشرۃ درجۃ والصادق حین کان خمس عشر درجۃ.............. (معارف السنن ج ۲/ ۲۸)

ترجمہ:

ریاضی دان اور ماہرینِ ہیئت نے کہا ہے کہ صبح کاذب اس وقت طلوع ہوتی ہے جبکہ انحطاط شمس 18 درجے ہو، اور صبح صادق اس وقت طلوع ہوتی ہے جبکہ سورج 15 دجے زیر افق ہو۔...

........................(بحوالہ فتوی جامعہ عثمانیہ پشاور، مورخہ:۲۵/۴/۲۰۰۶، ....فتوی نمبر ۳۲۸/۲۹۷،۲۰/۱۹،۲۰/۲۰، سلسلہ وار : ۱۹۷۲)

(۸) اعلاء السنن میں علامہ ظفر احمد عثمانی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

" وقال فی الشرح : و قد عرف بالتجربۃ ان اول الصبح وآخر الشفق انما یکون اذا کان انحطاط الشمس ثمانیۃ عشر جزأ ' قال المحشی : "ھٰذا ھو المشھور ،ووقع فی کتب ابی ریحان انہ سبعۃ عشر جزأ ،وقیل : انہ تسعۃ عشر جزأ،وھٰذا فی ابتداء الصبح الکاذب " ....

.....(اعلاء السنن ج ۲،ص ۱۵ ،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی)

ترجمہ : اور شرح (چغمینی) میں ہے: تحقیقاً تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اول صبح اور آخر شفق اس وقت ہوتے ہیں جب آفتاب ۱۸ درجے افق

سے نیچے ہو۔اس پر محشی نے لکھا ہے یہ (۱۸ درجے والاقول) مشہور ہے
اگر چہ ابی ریحان کی بعض کتب میں یہ مقدار ۱۷ بھی منقول ہے اور کسی نے تو
۱۹ درجے والے قول بھی لیا ہے۔اور یہ (۱۸، ۱۷ اور ۱۹ درجے کے اقوال)
صبح کاذب کے ابتداء سے متعلق ہے..................................
..........................(اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۵ ، ادارۃ القرآن، کراچی)

انصاف پر مبنی فیصلہ

قارئین حضرات آپ ملاحظہ فرما چکے کہ مسلم ماہرین فن نے ۱۸ درجے پر
اسٹرونومیکل ٹویلائٹ (فلکی شفق) کو کیا کہا۔۔۔؟

کیا ان بزرگوں نے بلا جھجک **(with full confidence)** اس روشنی کو
صبح کاذب قرار نہیں دیا ہے۔۔۔؟ قارئین مذکورہ بالا تمھید کی روشنی میں ہم یہ کہنے
پر مجبور ہیں کہ انصاف پر مبنی فیصلہ یہ ہے:

(۱) کہ غیر مسلم ماہرین کے بجائے متقدمین علماء اور ماہرین فن کی بات تسلیم کرنا
لازم ہے۔

(۲) اور وہ بالاتفاق واضح اور صاف الفاظ میں یہ ہے۔۔۔۔۔۔

”کہ جب آفتاب افق سے ۱۸ درجے نیچے ہوتا ہے اسوقت ظاہر ہونے
والی روشنی بیاض مستطیل ہو کر صبح کاذب ہوتی ہے“

شبہ:

اگر یہ کہا جائے کہ مشاہدہ کر کے دیکھا جائے اس وقت روشنی مستطیل نہیں ہوتی بلکہ مستطیر ہوتی ہے۔لہٰذا ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی صبح صادق ہی ہے۔

ازالہ شبہ:

یہ ہے کہ یہ ویسے تک والی یا محض کتابی اوراق تک محدود بات نہیں ہے بلکہ جن بزرگوں نے اس وقت ظاہر روشنی کو صبح کاذب قرار دی ہے انہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ ہمارا یہ فیصلہ مسلسل تجربات کے بعد کیا گیا ہے۔ **انہ قد علم بالتجربة ، وقد عرف بالتجر بة ، اذ قد علم بالتجربة** کے الفاظ تشریح کے محتاج نہیں ہیں۔اب ہمارے لئے وہ تجربات زیادہ قابل اقتداء ہیں جو اکابر نے کئے تھے۔جنکی تائید مندرجہ ذیل حقائق سے ہو رہی ہے:

(۱) مشاہدات احسن الفتاویٰ سے بھی ہو رہی ہے۔جو براہ راست حضرات اکابر نے کئے تھے۔

(۲) فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب (جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک،نوشہرہ،سرحد) بھی فتاویٰ فریدیہ ج ۲ ص ۱۵۱ تحریر فرماتے ہیں:

(i) ”محکمہ موسمیات اور درجات کو بالائے طاق رکھیں ان کا اندازہ

یہاں بھی مشاہدہ کے خلاف ہے''.....(فتاویٰ فریدیہ ج ۲ ص ۱۵۱، ۱۵۳)

آگے ص ۱۵۳ پر لکھتے ہیں:

(ii) ''ریاضی کے اصول پر یہ وقت پندرہ درجہ یعنی ۱۵*۴=۶۰ منٹ ہے مگر غروب شمس کے بعد مکرر مشاہدہ سے سوا گھنٹہ ثابت ہے اور صبح صادق کا وقت بھی اسی مقدار سے زائد نہیں ہے ہمارے علاقہ میں صبح صادق ذوالقعدہ (۱۴۰۲ھ) کے اوائل میں میں چار بج کر پچیس منٹ بعد نکلتی ہے۔''...............................(فتاویٰ فریدیہ ج ۲ ص ۱۵۱، ۱۵۳)

(۳) ہمارے ایک رشتہ دار جناب حضرت فضل وہاب صاحب جو تقویٰ اور احتیاط میں علاقہ میں معروف و مشہور ہیں۔ راقم بذات خود کئی دفعہ (اصلاحی تعلق کی بنیاد پر) حضرت صاحب کیساتھ باوجود دوسرے محلے کے اعتکاف میں شریک ہوتا رہا۔ سحری اور صبح صادق کے تعین کا دارومدار ان حضرات کے نزدیک مشاہدے پر تھا۔ کیونکہ حضرت مغرب کی جانب دور کھیتی باڑی کرتے ہوئے آبپاشی کیلئے اکثر اوقات رات کے وقت جایا کرتے تھے۔ اسلئے ان کو مشاھدہ کا موقع نہایت آسانی کیساتھ میسر آتا تھا۔ لہٰذا اکثر اوقات ایسا ہوا کہ پرانے نقشے کی بنیاد پر اردگرد مساجد میں صبح کی اذانیں ہو رہی تھی اور ادھر ہم ابھی سحری کھا رہے ہوتے تھے۔ فقیر

کے ایک سوال پر فرمایا کہ ہم نے کئی دفعہ صبح صادق کا مشاہدہ کافی تاخیر سے طلوع ہوتے ہوئے کیا ہے۔

(۴) بالکل صوابی شہر کے مرکزی جامع مسجد صوابی اڈہ کے پیش امام اور خطیب مولانا گل رحیم صاحب (جن کے سرکاری سطح پر میراث اور طلاق وغیرہ کے فتوے عدالتی فیصلوں میں پیش کئے جاتے ہیں) علی الاعلان (پرانے) نقشوں کی مخالفت پر مصر تھے اور اس مخالفت میں اتنے متشدد ہوگئے تھے کہ ایک ملاقات پر انہوں نے اوقات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ''کہ بھئی میں تو نقشہ نہ پرانا مانتا ہوں اور نہ نیا۔ نیا نقشہ تو میں نے خیر دیکھا نہیں کہ اس کے اوقات کیا ہیں، مگر پرانا نقشہ جو عام مساجد میں استعمال کیا جارہا ہے، فجر اور عشاء کے اوقات کے حوالے سے تقریباً ۲۰ منٹ کے حساب سے غلط ہے''

(۵) ہم نے بھی الحمدللہ احباب سمیت بیسوں مشاہدات کر کے حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں پایا کہ اس وقت روشنی مستطیل ہی ہوتی ہے کوئی مستطیر نہیں ہوتی۔۔۔۔۔

خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ بالا شواہد سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوگئی، کہ مشاہدے

کے حوالے سے بھی اس بات میں کوئی وزن نہیں ہے کہ اس وقت (جب سورج ۱۸ درجے زیر افق ہوتا ہے) روشنی مستطیر ہوتی ہے بلکہ متقدمین ماہرین فن، علماء اور مفتیان حضرات کے مسلسل تجربات اس پر شاہد ہیں کہ اس وقت ظاہر ہونے والی روشنی بالکل مستطیل ہوتی ہے اور یہی صبح کاذب ہے۔

﴿علامہ شامیؒ اور صبح صادق؟﴾

علامہ شامیؒ رد المحتار میں تحریر فرماتے ہیں:

ان التفاوت بین الفجرین و کذا بین الشفقین الاحمر والابیض انما هو بثلاث درج.. (ردالمحتار جلد : ۲/۱۴)

ترجمہ: صبح صادق اور صبح کاذب کے درمیان شفق احمر اور شفق ابیض کی طرح تین درجے کا فرق ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں جناب سید شبیر احمد کاکا خیل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

’’ اس میں علمی باتیں تین ہیں۔ معتبر صرف صبح صادق ہے جس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی روشنی افق پر پھیلی ہوتی ہے۔ صبح کاذب کا

کوئی اعتبار نہیں جو آسمان میں طولاً یعنی افق سے بلندی کے رخ چڑھتی ہے جیسا کہ بھیڑیے کی دم ہوتی ہے۔اس کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے یعنی صبح صادق سے پہلے صبح کاذب کا غائب ہونا حضرتؒ ضروری سمجھتے ہیں۔آگے فنی بات ہے جس کا فن کے مستند اصولوں کے مطابق جائزہ لینا ضروری ہے۔جس بات میں علم اور فن دونوں جمع ہوں اس کا تجزیہ اچھا خاصا مشکل کام ہوتا ہے۔جیسا کہ حدیث میں محدث کی بات اور فقہ میں فقیہ کی اور تصوف میں صوفی کی بات معتبر ہوتی ہے۔اسی طرح فن میں ماہر فن کی بات معتبر ہوتی ہے۔پس صورت مذکورہ میں ہر محقق کی بات اس کے فن میں معتبر ہوگی اور اگر اس کی عبارت کے اس حصّے میں جس میں اس کا اختلاف اس فن کے ماہر کے ساتھ آئے تو پھر وہاں اس ماہر کی بات مانی جائے گی اور اس محقق کے قول میں تاویل کی جائے گی۔ڈاکٹر اگر چہ دوائیوں میں اور جسم کے تعاملات میں جو کیمسٹری استعمال ہوتی ہے اس سے کچھ کچھ آگاہ ہوتا ہے لیکن اس کی تفصیلات میں اس کو کیمسٹ کے ساتھ رابطہ کرنا پڑتا ہے خود اس میں آزادانہ فیصلہ خطرے سے خالی نہیں ہوتا بالخصوص جبکہ کوئی بڑا کیمسٹ اس کے خلاف لکھ بھی چکا ہو۔اب چونکہ یہاں قیل کے عنوان سے بات کی گئی ہے، اس لیئے اس میں تو ویسے بھی سوچنے

کی گنجائش موجود ہے کہ لکھا تو بہت سارے لوگوں نے، ہم کیوں نہ یہ بات ان سے لیں جو اس فن کے ماہر ہیں۔اب ذرا انصاف سے دیکھا جائے کہ ہم حضرتؒ کے ساتھ حضرت کی ساری علمی باتوں کے ساتھ متفق ہیں کہ ہماری صبح صادق مستطیر ہے اور صبح کاذب (بروجی روشنی) مستطیل ہے اور اس کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے۔آج کل کے محققین سب اس پر متفق ہیں کہ 18 درجے زیر افق کی روشنی مستطیر ہوتی ہے یعنی قوس کی شکل میں ہوتی ہے حتی کہ جو اس کو صبح کاذب مانتے ہیں وہ بھی اس کا قوس ہونا تسلیم کرتے ہیں۔علامہ شامیؒ کی بات اپنے حق میں نقل کرنے والوں کا عمل یہ ہے کہ وہ 18 درجے زیر افق کے وقت پر صبح صادق کا وقوع سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مستطیر روشنی ہوتی ہے مستطیل نہیں۔18 درجے زیر افق اور 15 درجے زیر افق کی روشنی کے درمیان اندھیرا بالکل نہیں ہوتا بلکہ روشنی مسلسل بڑھ رہی ہوتی ہے۔اس لیئے حضرتؒ کے قول کے ناقلین حضرتؒ کے علمی مسلک کے تو خلاف ہیں اور اس حصّے میں جو حضرت کی اپنی تحقیق نہیں اور فنی بات ہے اس میں حضرت کی تقلید کرنا چاہتے ہیں اور ماہرین فن کی نہیں۔شاید اسی کو کہا جاتا ہے دن کو رات اور رات کو دن بنانا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔اس کے برعکس ہم

حضرت کے فن یعنی علمی تحقیق میں حضرت کے ساتھ ہیں اور فنی
بات میں ماہرین فن کے ساتھ ہیں اور حضرت کی بے ادبی کئے
بغیر حضرت کے اس فنی حصّے سے عذر کریں گے جو ہمارے اور
ماہرین کے صریح مشاہدات کے خلاف ہیں........................
....(صبح صادق اور صبح کاذب کے
بارے میں یک علمی اور تحقیقی جائزہ صفحہ نمبر ۱۵،۱۶از کاکاخیل)

جواب :

قارئین حضرات! آپ نے جناب سید صاحب کی تشریح ملاحظہ فرمایا اس کے برعکس قائلین 15 درجے والوں کا نقطہ نظر مندرجہ ذیل ہے:

علامہ شامیؒ کی مذکورہ بالا روایت ۱۸ درجے والوں کی بجائے قائلین ۱۵ درجے کی تائید کررہی ہے۔ کیونکہ پچھلے صفحات میں یہ حقیقت جدید ماہرین فن کی تصریحات سے بالکل واضح ہوچکی ہے کہ ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی اسٹرونومیکل ٹویکل لائٹ (فلکی فلق) سے پہلے مکمل اندھیرا ہوتا ہے۔ لہٰذا علامہ شامیؒ کی روایت اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے کہ ۱۸ درجے پر صبح کاذب اور ۱۵ درجے پر صبح صادق مان لیا جائے۔ چنانچہ قائلین ۱۸ درجات والے حضرات کو اس قول کی صحت سے انکار کرنے کا یہ جواز مل گیا۔۔۔۔کہ چونکہ صبح صادق ایک ایسا مسئلہ

جس میں علم اور فن دونوں اکھٹے ہوئے لہٰذا اس میں عالم دین کے علاوہ ماہر فن کی بات بھی معتبر ہوگی۔ پھر ماہرین فن میں جدید ماہرین فن کی بات زیادہ قابل اعتماد ہوگی۔۔۔۔۔اگرچہ ان حضرات پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جدید ماہرین مسلمان کیوں نہ ہوں، ان کی تمام تحقیقات کا سہرا ماہرین مغرب (غیر مسلم) کے سر ہے۔ لہٰذا جوابی بحث سے پہلے ضروری ہوگا کہ یہ حقیقت واضح (clear) کیا جائے کہ اوقات خمسہ کا تعلق خالص شریعت کیساتھ ہے یا اس میں فن فلکیات کا کچھ دخل ہے؟

جناب سید کاکا خیل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

۔۔۔۔۔"اب ذرا انصاف سے دیکھا جائے کہ ہم حضرتؒ کے ساتھ حضرت کی ساری علمی باتوں کے ساتھ متفق ہیں کہ ہماری صبح صادق مستطیر ہے اور صبح کاذب (بروجی روشنی) مستطیل ہے اور اس کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔۔

جناب کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ آج تک کسی صاحب علم نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ صبح صادق مستطیل جبکہ صبح کاذب کچھ اور قسم کی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے جناب کو یہ لکھنا پڑا "کہ ہم حضرتؒ کے ساتھ حضرت کی ساری علمی باتوں کے ساتھ متفق ہیں۔۔۔۔۔۔۔قائلین ۱۵ درجے بھی یہ عرض کرسکتے ہیں:

کہ ہم حضرتؒ کے ساتھ حضرت کی ساری علمی باتوں کے ساتھ متفق ہیں کہ ہماری صبح صادق مستطیر ہے اور صبح کاذب (بروجی روشنی) مستطیل ہے اور اس کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے ---------۔لہٰذا ہم بھی حضرتؒ کے ساتھ حضرت کی ساری علمی باتوں کے ساتھ متفق ہو گئے۔

بات دراصل یہ ہے کہ حضرتؒ کی عبارت پر غور کر کے سمجھنا ضروری ہے۔ہم یہاں پر ان شاء اللہ تعالیٰ علامہ شامیؒ کی روایت اور صبح صادق پر زرا تفصیل کیساتھ بحث کریں گے تا کہ مسئلہ مکمل طور پر واضح ہو جائے:

کیا اوقات کا مسئلہ فنی ہے؟

جاننا چاہئیے کہ معرفت اوقات پنجگانہ کا مسئلہ سو فیصد (100%) خالص شرعی ہے اس میں فن کا ایک فیصد (001%) بھی کردار نہیں پایا جاتا۔ابوداود کی حدیث ہے کہ: نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب : ہم امی امت (چاند اور اوقات کے حوالے سے) کوئی حسابی قواعد وضوابط نہیں جانتے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کی عالمگیریت اور جامعیت کا سارا راز اس بات میں مضمر ہے کہ یہ مذہب دنیا کے کسی بھی طبقے ،زبان اور زمانے کے لوگوں کیلئے یکساں قابل عمل رہے۔لہٰذا اسلام کے دائمی اصول اگر ایک طرف قیامت تک کے پیش آمدہ

مسائل و حالات کو شامل ہیں تو دوسری طرف یہ ایسے عام فہم اور نہایت آسان بھی ہونے چاہیے کہ بنی نوع انسان کے ہر طبقے کیلئے یکساں قابل فہم و عمل ہو۔

رمضان اور عیدین کے بارے میں فرمایا گیا صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب تک چاند نہیں دیکھا گیا ہو اس وقت تک گزشتہ مہینے کے ۳۰ دن پورے کرنے کے بغیر کسی بھی ماہر فن کے قول پر اعتماد کر کے نئے مہینے کا اعلان نہیں کیا جا سکتا۔ یہی معاملہ نماز پنجگانہ کیلئے اوقات کے بارے میں ہے کہ تمام اوقات کا سارا دارومدار سورج کے مختلف مدارج پر رکھا گیا جو کہ تقریباً تمام دنیا میں نہایت آسانی کیساتھ مشاہدہ کر کے اس سے اوقات نماز کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جس طرح ان مسائل پر ایک سائنسدان، ماہر فلکیات اور ایک جدید تعلیم یافتہ مسلمان نے عمل کرنا ہے تو اتنا ہی اس کا ایک دیہات، جنگل و صحراء اور وادیوں میں رہنے والا انسان بھی محتاج ہے۔ لہٰذا اگر ایسے مسائل (جن کو ایک ہی دن میں پانچ، چھ (۶/۵) دفعہ ایک مسلمان کی ضرورت پڑتی ہے ان) کو فلکیاتی موشگافیوں اور سائنسی تحقیقات پر موقوف کر دیا جائے تو امت کا ۹۹ فیصد حصہ کم از کم ۵۰ فیصد احکام پر عمل پیرا ہونے سے عاجز ہو جائیگا۔۔۔۔ بلکہ وہ حضرات جو اوقات کے پہچاننے میں علم فلکیات پر عبور (مہارت تامہ) کو لازمی شرط قرار دے رہے ہیں ان کی خدمت میں ہم ایک گزارش کریں گے کہ اوقات کے

پہچاننے کیلئے دورنبویؐ اوردورصحابہ میں علم فلکیات سے کتنا استفادہ کیا گیا تھا۔۔۔؟
اگر جواب نفی میں ہے۔۔۔اور یقیناً نفی میں ہے۔۔۔تو پھر مسئلہ یہ ہوا کہ:

''مسئلہ اوقات'' سو فیصد (100%) خالص شرعی مسئلہ ہے اس میں سائنسی علوم اور فن فلکیات کا ایک فیصد بھی رول نہیں ہے''

علامہ شامیؒ کی ذمہ داری:

جب یہ مسئلہ حل ہوگیا کہ اوقات (صبح صادق وصبح کاذب) کی تعیین کا تعلق خالص علم شرعی کیساتھ ہے۔تو پھر ''فن فلکیات'' میں عدم مہارت کو عذر قرار دیکر علامہ شامیؒ کے قول سے معذرت کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔علامہ شامیؒ فقہ حنفی کے ایسے معتمد اور مستند مفتی گزرے ہیں کہ آج احناف کے بڑے سے بڑے دارالافتاء کا کوئی مفتی ان کے فتاویٰ سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شامی کو جتنی قبولیت کا شرف بخشا ہے وہ بہت کم کتابوں کو نصیب ہوا ہے۔

(۱) علامہ شامیؒ اگر باقی تمام مسائل میں معتمد ہیں تو نماز جیسے اہم مسئلے میں محض فن میں مہارت نہ رکھنے کی وجہ سے کیسے اتنی بڑی غلطی کے مرتکب ہوگئے۔۔۔؟

(۲) کیا انکی تبحر علمی کا تقاضا یہ تھا کہ وہ صبح صادق جیسے حساس وقت کے بتانے

میں تحقیق کر کے کچھ بھی مشقت نہ برداشت فرماتے۔۔۔؟

(۳) کیا انکی شرعی، علمی اور منصبی فریضہ یہ نہیں بنتا تھا کہ وہ ایسے اہم فتوے کو نقل فرماتے وقت کسی بھی طریقے سے اس کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیتے۔۔۔؟

علامہ شامیؒ کی روایت اور صبح صادق:

مذکورہ حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ علامہ شامیؒ کی روایت کہ صبح صادق اور صبح کاذب کے درمیان تین درجے کا فرق ہوتا ہے، بالکل درست ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ صبح کاذب کب طلوع ہو کر پھر غائب ہوتی ہے اور اس کے بعد صبح صادق کب طلوع ہوتی ہے۔

☆ اس کا حقیقی فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے............متوقع جواب مشاہدے سے

☆ مشاہدہ کس کا معتبر ہوگا؟..........جواب جو حضرات ان نشانیوں کو، جو روایات میں صبح صادق و صبح کاذب کے حوالے سے منقول ہیں، سو فیصد سمجھتے ہوں ۔

☆ مشاہدہ علامہ شامی کا بھی معتبر ہوگا کہ نہیں؟.......جواب ظاہر بات ہے کہ ایک مفتی اعظم ہونے کی حیثیت سے علامہؒ کا مشاہدہ عین روایات کے مطابق ہو کر بطریقہ اولیٰ معتبر ہوگا۔

﴿حاصل کیا ہوا؟﴾

پہلی بات:

اپنے زمانے میں علامہ شامیؒ نے مشاہدات کر کے سو فیصد روایات کے مطابق صبح صادق کا صحیح تعین فرمایا ہے۔۔۔۔۔۔اس کیساتھ جناب سید کا کا خیل صاحب بھی امید ہے متفق ہونگے۔

دوسری بات:

علامہ شامیؒ نے وقت کے تعین کے بعد عوام الناس کو صبح صادق کی صحیح نشاندہی کر کے انکی راہنمائی فرمائی۔اب وہ لوگ تو ہم عصر تھے انکو بتایا ہوگا یا دکھایا ہوگا کہ یہ (فلاں) صبح صادق کا صحیح وقت ہے۔۔۔۔۔۔امید ہے سید صاحب اس بات سے بھی متفق ہونگے۔

تیسری بات:

وقت کے تعین کے بعد علامہ شامیؒ کا دوسرا کام یہ تھا کہ ہم عصر لوگ تو صبح صادق ان کی موجودگی میں پہچان گئے مگر جو لوگ بلاد بعیدہ میں ہیں یا بعد میں آنے والے ہیں (جن کے کیلئے فتاویٰ تحریر فرما رہے تھے) ان کو صبح صادق کا یہ ''صحیح معلوم شدہ'' وقت کیسے بتایا جائے۔۔۔۔۔؟

یہ وہ صورت ہے جس کیساتھ شریعت کا نہیں بلکہ کسی ایسے فن کا تعلق ہے جس کے زریعے ''صحیح معلوم شدہ وقت'' ہمیں بتایا جاسکے۔۔۔۔۔

حقیقت میں صبح صادق اور صبح کاذب کی معرفت کے حوالے سے علامہ شامیؒ کی علمی و منصبی ذمہ داری کا تعلق پہلی اور دوسری بات کے ساتھ ہے۔اور شریعت میں یہی معتبر ہے جس کو جناب سید کاکا خیل صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔جبکہ فن کیساتھ صرف ''تیسری بات (۳)'' کا تعلق ہے جو کہ حقیقتاً صبح صادق اور صبح کاذب کیساتھ متعلق ہی نہیں ہے۔اس کا تعلق تو صرف اتنا ہے کہ'' پہلی اور دوسری بات'' کی رو سے جو اوقات صبح صادق اور صبح کاذب کے متعین ہوگئے اس کی تشریح ہمیں سمجھائے۔**اب سوال** یہ ہے کہ مشکل اور زیادہ ذمہ داری والا کام'' پہلی اور دوسری بات'' کے حوالے سے صبح صادق اور صبح کاذب کے پہچاننے میں ہے یا '' تیسری بات '' کے حوالے سے ہمیں اس ''معلوم شدہ وقت'' کو بتانے میں ہے۔۔۔؟

جواب ظاہر ہے کہ علمی اور شرعی زمہ داری اوقات کے تعین میں زیادہ ہے۔تو جب زیادہ اہم کام علامہ شامیؒ مکمل فرما گئے تو مزید تھوڑی مشقت اور فرما کر ہمیں ''معلوم شدہ'' وقت بتانے میں جس فن کی ضرورت تھی وہ یقین تک پہنچائے بغیر کیسے تحریر فرمادی۔۔۔؟

اس کا جواب مانگنے سے پہلے یہ بھی عرض کردوں کہ محض بتانے کیلئے کسی بھی ماہرفن سے حقیقت پوچھ کربھی یہ کام ہوسکتا ہےاس کیلئے کوئی خاص مہارت فی الفن کی حاجت نہیں ہے۔۔۔۔کیا اب جناب سید صاحب کا یہ ارشاد’’ آ گے فنی بات ہے جس کا فن کے مستند اصولوں کے مطابق جائزہ لینا ضروری ہے‘‘ تسلیم کیا جاسکتا ہے؟۔۔۔۔۔

فن کی ضرورت کس وقت کتنی ہوتی ہے؟

اب ہمیں اس حقیقت کو سمجھا کر بتانے کیلئے علامہؒ نے کیا کرنا تھا۔۔۔۔۔؟
جواب ظاہر ہے کہ صبح صادق اور صبح کاذب کے درمیان ظاہری وقفے کو اس وقت رائج علم کے زریعے بتانا تھا: وہ کوئی بھی ذریعہ ہوسکتا تھا۔

(۱) فرض کریں گھڑی کے ذریعے ہو، تو مشاہدے کے مطابق اس حوالے سے یوں تحریرفرماتے: صبح صادق اور صبح کاذب کے درمیان اتنے منٹ کا وقفہ ہوتا ہے۔

(۲) یا ظاہری طور پرستاروں سے اندازہ لگا کرتحریرفرماتے: فلاں ستارہ جب فلان جگہ پرپہنچ جائے، صبح صادق یا صبح کاذب کا وقت ہوجاتا ہے۔

(۳) یا جیسا کہ عرب میں بعض دفعہ وقت کو کسی فعل کے دورانیہ کیساتھ موازنہ کرکے

بیان کیا کرتے تھے۔مثلاً حدیث میں عصر کے وقت کے بارے میں آتا ہے: کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے تو سورج بہت اونچا اور بہت واضح ہوتا تھا ۔اس کے بعد جانے والا مدینے سے تقریباً چار میل دور فاصلے پر جاتا تھا اور پھر بھی سورج بالکل واضح اور اونچا ہوتا تھا۔(صحیح البخاری باب وقت العصر)

ملاحظہ فرمایئے اب یہاں وقت عصر کا دورانیہ مسافت سفر اور سورج کی چمک سے سمجھایا جارہا ہے۔۔۔حالانکہ بقول جناب سید صاحب کے یہ بھی ایک فنی بات ہوسکتی ہے اس کا بھی فنی اصولوں کے مطابق جائزہ لینا چاہیئے۔مگر اس کے برعکس اس طرز بیان میں فن فلکیات کا ایک ذرہ بھی شامل نہیں کیا گیا۔کیونکہ اس بیان سے جو مقصود تھا وہ حاصل ہوگیا۔

(۴) یا کسی فلکی سے پوچھ کر فرما سکتے تھے: صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان اتنے درجے کا فرق ہوتا ہے۔

مثلاً اگر جناب سید صاحب ہی کسی کو مغرب اور عشاء کے درمیان فرق گھنٹوں میں بتانا چاہے تو اس مقصد کیلئے صرف اتنا علم کافی ہے کہ ایک آدمی گھڑی میں ٹائم سمجھ سکتا ہو،اور دوسرے کو بتا بھی سکتا ہو۔اب بالفرض جناب سید صاحب پر کسی کا یہ اعتراض کہ حضرت تو گھڑی کے سسٹم کے ماہر نہیں ہیں ان کو کیا پتہ کہ گھڑی کیسی بنی ہے؟ کن اصولوں کے تحت کام کرتی ہے؟ پھر آجکل الیکٹرانک کا دور ہے ان کو

الیکٹرانک گھڑیوں کی شُد بُد کا بھی پتہ نہیں ہے لہٰذا کسی کتاب میں محترم سید صاحب کا صحیح درج شدہ وقت محض اس بنیاد پر، کہ ان کے پاس گھڑی کے سسٹم کا علم نہیں ہے، مسترد کرنا کیا درست ہوگا۔۔۔؟ حالانکہ اس اعتراض اور اس پر عمل کرنے والے کو معمولی ذی فہم بھی حق بجانب نہیں قرار دے گا۔

یہی حقیقت علامہ شامیؒ کی روایت کی ہے کہ اس میں فجرین کے درمیان وقفہ بیان کیا گیا ہے۔وقت کو علامہؒ نے شرعی اصولوں کو مدنظر رکھ کر ضرور سمجھا ہوگا ۔علامہؒ کیلئے صحیح وقت کے پہچاننے کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کو بیان کرنے میں غلطی ،اور ایسی غلطی کہ نہ ان پر اس کا غلط ہونا ظاہر ہوا اور نہ کوئی اور فقیہ مفتی ان کی اس عظیم غلطی کو پکڑ سکے، سمجھ سے بالاتر بات ہے ۔یا یہ اقرار کیا جائے کہ علامہ موصوفؒ کو صبح صادق کا پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔

لہٰذا مذکورہ بالا یا اس قسم کے دوسرے طرق میں سے جو بھی طریقہ علامہ موصوفؒ اختیار فرماتے ،مقصود اس سے وہ حقیقت بیان کرنا ہے جس کو ’’ پہلی اور دوسری بات‘‘ کی بنیاد پر مشاہدہ کر کے علامہ شامیؒ حاصل کر چکے ہیں ۔اور جب کوئی مسئلہ پایہ تحقیق تک پہنچانے کے بعد محض بتانا مقصود ہو،تو اس مقصد کے حصول کیلئے کسی بھی جدید فن میں .Ph.D کی قطعاً ضرورت نہیں پڑتی ۔محض اس علم کے ذریعے اپنا مافی الضمیر کو بیان کرنا کافی ہوتا ہے ۔اس وقت یہ فقیر جو سطور اردو میں

تحریر کررہا ہے، چونکہ اس وقت اردو کے زریعے اپنا ما فی الضمیر بیان کرنا مقصود ہے لہٰذا ہمیں اردو میں ماسٹر یا.Ph.D کی کسی ڈگری کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اتنی مہارت کافی ہے جس کو پڑھ کر ایک قاری اس فقیر کا مدعا بغیر کسی ابہام کے صحیح سمجھ سکے۔بعینہ یہی حالت علامہ شامیؒ کی اس روایت کی ہے جس میں صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان تین درجے کا وقفہ مذکور ہے۔اس تفصیل کے بعد مندرجہ ذیل سوالات پر غور فرما کر جواب کا تعین ضروری ہے:

(۱) جب علامہ شامیؒ کی علمی اور منصبی تحقیق کو'' پہلی اور دوسری بات '' کے حوالے سے جناب سید صاحب کو بھی مسلم ہے،تو پھر'' تیسری بات'' کے حوالے سے محض'' بتانے'' کو مہارت فی الفن کے ساتھ علامہ موصوفؒ کی روایت کو کیوں مشروط کیا جارہا ہے۔۔۔؟

(۲) جبکہ شرعاً '' تیسری بات'' کے حوالے سے اوقات کے تعین کا دارومدار اس پر ہے ہی نہیں۔کیا اب جناب سید صاحب کا یہ ارشاد'' آگے فنی بات ہے جس کا فن کے مستند اصولوں کے مطابق جائزہ لینا ضروری ہے'' مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں تسلیم کیا جاسکتا ہے۔۔۔؟

(۳) کیا اس بات کو ضروری قرار دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ علامہ شامیؒ کے قول کو ایک ایسی دلیل سے رد کیا گیا جس کی شریعت میں کوئی حیثیت ہی نہیں۔۔۔؟

کیا واقعی ''شامی'' کی روایت فن کے خلاف ہے؟

یہ ساری تفصیل اس وقت ہے کہ علامہ شامیؒ کے بارے میں یہ تسلیم کیا جائے کہ واقعی وہ فن سے ناواقف تھے، یا اس قول کی تائید میں یا یہی قول دیگر اہل فن حضرات سے منقول نہ ہو۔ حالانکہ اول تو یہ ہے کہ جب فن کے حوالے سے حضرتؒ ایک قول نقل فرمارہے ہیں، تو اس کا مطلب یہ کیوں نہ لیا جاتا کہ حضرت نے یہ قول سمجھ کر نقل کیا ہوگا۔ لہٰذا حضرت'' فن کے جاننے والے'' تو اس سے بھی ثابت ہوئے۔ اب جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ حضرت فن نہیں جانتے تھے تو ان کے پاس اس دعوے پر کیا دلیل ہے؟

دوم یہ کہ وہ قول حضرتؒ نے اہل فن ہی سے نقل فرمایا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

ذکر العلامة المرحوم الشیخ خلیل الکاملی فی حاشیته علی رسالة الاسطرلاب لشیخ مشائخنا العلامة المحقق علی آفندی الداغستانی ان التفاوت بین الفجرین و کذا بین الشفقین الاحمر والابیض انما هو بثلاث درج ہ...

......(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، صفحہ نمبر ۱۴، جلد ۲، مکتبہ امدادیہ ملتان)

اس بات سے تو اس قول کا ماہر فن سے منقول ہونا بھی ثابت ہوگیا اب تو سید

صاحب کو مطمئن ہونا چاہئے ۔۔۔۔ ہاں یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ یہ قول آج کے جدید ماہرین فن کے خلاف ہے لہٰذا غیر معتبر ہو گیا۔۔۔۔،

مگر اس سے ایک بہت بڑی خرابی لازم آتی ہے وہ یہ کہ متقدمین ماہرینِ فن، جنکا اس فن کے سیکھنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس سے شرعی احکام کی صحیح تشریح کی جا سکے، اور فقہاء یہ دونوں طبقے صبح صادق کے پہچاننے میں ناکام ہو گئے تھے۔ یعنی نہ اس قول کا قائل، جو کہ ماہر فن ہی تھا صبح صادق سمجھ سکا اور نہ نقل کرنے والے مفتی (شامی) کو صبح صادق کی پہچان نصیب ہوئی۔

دوم یہ کہ اس قول میں علامہ شامیؒ اکیلے نہیں ہیں جن کو غیر ماہر فن سمجھ کر اپنے لئے جواز کا راستہ نکال دیا۔ ہم نے اسی مقالے کے پچھلے صفحات پر کتنے حوالجات نقل کئے ہیں، جن میں واضح طور پر ایسے حضرات اکابر کی تحقیقات شامل ہیں جو ماہر فی علوم شرعیہ کے علاوہ ماہرین فن بھی تھے۔ لہٰذا علامہ شامیؒ کا قول شریعت کے ساتھ ساتھ علم فلکیات کے بھی موافق ثابت ہو گیا۔

میں تو یہ عرض کر سکتا ہوں کہ جدید ماہرین فن کا فیصلہ ہمیں سر آنکھوں پر منظور ہے بشرطیکہ صبح صادق کا مسئلہ آج کا جدید ہو، اور اگر یہ مسئلہ آج کا نہیں بلکہ زمانہ نبوی، دور صحابہ، دور تابعین، اور دور فقہاء اور خصوصاً علامہ شامیؒ کے زمانے کا بھی تھا، تو اس صورت میں متقدمین ماہرین اور فقہاء کا فیصلہ محض اس وجہ سے رد کرنا، کہ جدید

ماہرین فن اس کے خلاف ہیں، ہمارے خیال میں نہایت افسوس ناک فعل ہوگا۔

﴿ خلاصۃ البحث ﴾

قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ ماہرین فلکیات (بلکہ خود قائلین 18 درجے والے حضرات) نے جونشانیاں " زوڈیکل لائٹ " کی تحریر فرمائی ہیں، جب ان کا نصوص میں مذکور صبح کاذب کی نشانیوں کے ساتھ موازنہ کیا گیا تو معلوم ہوا، کہ " زوڈیکل لائٹ " پر شرعی صبح کاذب کی تعریف صادق نہیں آئی۔اسی طرح "اسٹرونومیکل ٹویلائٹ" کی جونشانیاں ہیں، وہ بھی صبح صادق کی نشانیوں کیساتھ موافقت نہیں رکھتی۔لہٰذا تحقیقی جائزے کا خلاصہ اورلب لباب یہ ہے۔کہ جوبھی روشنی ہو چاہے اس کا نام ماہرین فن نے کچھ بھی رکھا ہو جب تک احادیث اور فقہاء کرام کے نصوص میں ذکر شدہ صبح کاذب اور صبح صادق کی نشانیوں سے موافقت نہ رکھتی ہو تو اس کو شرعی صبح کاذب یا صبح صادق قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(ا) کہ "زوڈیکل لائٹ" کو اپنی مخصوص علامات کی بنیاد پر "صبح کاذب" نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ کوئی اور روشنی ہے جسکا صبح کاذب یا صادق کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔اسی طرح "اسٹرونومیکل ٹویلائٹ" کو بھی اپنی خاص علامات کی وجہ سے " صبح صادق" نہیں قرار دیا جا سکتا۔ لہٰذا اب جو بھی نقشہ جس میں

18 درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی ''اسٹرونومیکل ٹویلائٹ'' کوصبح صادق قرار دیتے ہوئے مرتب کیا گیا ہو، اوقات نماز خاصکر فجر اور عشاء کے اوقات کی تعیین کیلئے قابل استعمال نہیں ہے۔

(۲) اسکے برعکس وہ تمام نشانیاں جو روایات میں منقول ہیں یا احادیث سے مستفاد ہوسکتی ہیں، صرف اس صورت میں صادق آسکتی ہیں جبکہ ہم صبح کاذب کوسورج کے ۱۸ درجے اور صبح صادق کو ۱۵ درجے زیر افق قرار دیں۔لہٰذا صحیح اور قابل استعمال اوقات نماز کا دائمی نقشہ صرف وہ ہوگا جس میں صبح صادق ۱۵ درجے زیر افق کے مطابق درج ہو۔

(واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

احقر شوکت علی قاسمی

محلّہ شمشہ خیل صوابی